هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ

الفرقان

(بریلی)

مرتبہ

محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

مکتبہ الفرقان بریلی
میں ہر قسم کی علمی مذہبی کتابیں بہت سستی ملتی ہیں

سلسلۂ رد بدعت و اہلبدعت میں مکتبہ الفرقان کی مطبوعات

شرک و توحید از افادات حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ حضرت شاہ صاحب کے ایک بے نظیر عربی مقالہ کا ترجمہ ہے قیمت ۱۰ رعایتی ۱ر

اسلامی توحید توحید و شرک کے بیان میں قابل دید رسالہ ہے، قبر پرستی وغیرہ کا نہایت موثر رد صرف قرآن سے کیا گیا قیمت ۲ قسم دوم ۲ر

ہماری گیارہویں توحید و سنت کی حمایت اور شرک کی مذمت میں غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے گیارہ مضمون انکی کتابوں سے اس میں جمع کئے گئے ہیں قیمت ۲ر قسم دوم ۱ر

حاضر ناظر عقیدۂ حاضر ناظر کے رد میں حضرت مدیر الفرقان کا مختصر مگر قابل دید مقالہ قیمت ۱ر

امعان النظر فی اذان القبر بعض مقامات پر میت کے دفن کے بعد قبر پر اذان دینے کی بدعت رائج ہوگئی ہے اسکے رد میں حضرت مولانا محمد منظور صاحب کا قابل دید رسالہ ہے جسمیں بدعت کے متعلق نہایت محققانہ اصولی بحث کی گئی ہے جس سے تمام مروجہ بدعات کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے اور حامیان بدعت کی تمام ابلہ فریبیوں کا پردہ چاک ہو جاتا ہے قیمت ۳ر رعایتی ۲ر

تاریخ میلاد اس کتاب میں مروجہ مجلس میلاد اور قیام کی مکمل تاریخ اور مفصل سرگزشت لکھی گئی ہے کہ انکو کب اور کیوں ایجاد کیا گیا، کس نے ایجاد کیا، یہ لوگ کس مذہب کے تھے، ہر زمانہ کے علماء نے اس کے متعلق کیا خیالات ظاہر کئے، اخیر میں مدیر الفرقان کا ایک ضمیمہ بھی شامل ہے جسمیں مجلس میلاد کے متعلق علمائے دیوبند کا معتدل مسلک بیان کیا گیا ہے صفحات ۵۰ اصفحات قیمت دس آنے رعایتی ۸ر

مروجہ مجالس نبوی اور محافل میلاد پر تبصرہ یہ ایک محققانہ مقالہ ہے جو ایک بدایونی مولوی صاحب کے میلادی مضمون کے جواب میں لکھا گیا ہے باوجود اختصار کے قابل دید اور فیصلہ کن ہے قیمت ۱۰ رعایتی ۱ر

ہمیشہ کے لئے مسئلہ علم غیب کا فیصلہ کر دیا

"بوارق الغیب" نے اہل بدعت پر ہمیشہ کے لئے حجت الٰہی قائم کر دی

اہلبدعت کے خانہ ساز عقیدۂ "علم غیب کلی" اور "علم جمیع ماکان و مایکون" کی تردید میں حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہ العالی مدیر "الفرقان" بریلی کی یہ وہی معرکۃ الآراء کتاب ہے جسکا عرصہ دراز سے نہایت بے چینی کیساتھ انتظار کیا جا رہا تھا، ابھی اسکا صرف پہلا حصہ تیار ہوا ہے جسمیں چالیس صاف صریح قرآنی آیات اور دو سو چھیاسٹھ احادیث نبویہ و ائمہ سلف کے ارشادات سے عقیدۂ علم غیب کا بطلان ثابت کیا گیا ہے، صرف اس حصہ میں حدیث و تفسیر وغیرہ کتب معتبرہ دینیہ کے تین سو ساٹھ حوالے ہیں اور ہر حوالہ کی صحت کی کامل ذمہ داری ہے پوری کیفیت آپ صرف مطالعہ ہی سے معلوم فرما سکینگے مختصر یہ ہے کہ اس قسم کے اختلافی مسائل پر اتنی مبسوط اور مدلل کتاب آج تک نہیں لکھی گئی صرف اس حصہ کی ضخامت ۴۸۴ صفحات ٹائٹل رنگین دبیز کاغذ قسم اعلیٰ سفید گلیز ۴ر رعایتی ۳ر
ایضاً قسم دوم کاغذ رف سفید ۳ر رعایتی ۲ر

تیجہ دسویں وغیرہ رسوم مروجہ بعد الموت کے بدعت اور ناجائز ہونیکے ثبوت میں مدیر الفرقان کا رسالہ جسمیں فقہ حنفی کی کتب معتبرہ کے علاوہ خود مولوی احمد رضا خان صاحب کے اقوال سے بھی ثبوت دیا گیا ہے قابل دید ہے قیمت ۱۰ رعایتی ایک آنہ ۱ر

شارع حقیقی اہلبدعت کے گمراہانہ عقیدوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریع یعنی شریعت مقرر کرنے میں مختار مطلق تھے، جس چیز کو چاہتے اپنی طرف سے حرام کر سکتے تھے اور جسکو چاہتے حلال کر سکتے تھے، جسپر چاہتے کوئی چیز فرض کر دیتے اور جس سے چاہتے کوئی فرض ساقط کر سکتے تھے، اس خیال باطل کے رد میں ایک محققانہ رسالہ ہے جسمیں اہل بدعت کی تمام ان چیزوں کا نہایت شافی جواب دیا گیا ہے جو وہ اس مسئلہ میں پیش کرتے ہیں قیمت ۴ر

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا

چندہ سالانہ
قسم اول کاغذ اعلیٰ (عہ)
قسم دوم
×××××

ممالک غیر سے
قسم اول سات شلنگ
قسم دوم
×××××

ماہنامہ

الفرقان (بریلی)

جلد ۶	بابتہ ماہ رجب و شعبان و رمضان ۱۳۵۸ھ	نمبر ۷-۸-۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نگاہِ اولین:-

تاخیر سے شائع ہونا "الفرقان" کیلئے کوئی نئی بات نہیں ہی۔ بالخصوص جب کوئی خاص نمبر زیادہ اہتمام سے نکالا گیا ہی یا کسی پرچہ میں کوئی خاص خصوصیت ہوئی ہی تو وہ تو اپنی انتہائی کوششوں کے باوجود ہمیشہ ہی مہینے دو مہینے کی تاخیر سے شائع ہو سکا ہی "سالنامہ ۵۵ھ" "شہید نمبر" "مجدد الف ثانی نمبر" یہ سب بھی بہت کافی لیٹ ہوئے تھے اور اب یہ پرچہ بھی جو اسوقت جنابکے پیش نظر ہی اور جسمیں "خاکسار تحریک" کے متعلق میرا وہ بسیط مقالہ پورا شائع ہو رہا ہی جسکا وعدہ اب سے کئی مہینے پہلے کیا گیا تھا۔ اور جس کا ناظرین کو شدید انتظار تھا پورے دو مہینے کی تاخیر سے نکل رہا ہی۔

محترم ناظرین کو اس سے جو زحمت بلکہ غیر معمولی تکلیف ہوتی ہی یہ نہیں ہی کہ ہمکو اس کا احساس نہ ہو۔ احساس ہی نہیں ہمکو تو اس سے شدید نقصان پہونچتا ہی۔ ہمکو اندازہ ہی کہ رسالہ کے مضامین سے ناظرین کو اتنی خوشی نہیں ہوتی جتنی مہینوں کے انتظار سے تکلیف پہنچتی ہی اور اسی واسطے انمیں سے بہت سے عاجز آکر خریداری سے دست بردار ہو جاتے ہیں "۔ الفرقان کے اس چھ سالہ دور میں جو حضرات خریدار ہونیکے بعد پھر نہیں رہے انکی تعداد پانچسو سے زیادہ ہوگی اور اُنمیں اکثر وہی ہیں جو اس تاخیر اشاعت اور عدم پابندی وقت ہی سے تنگ آکر خریداری سے دستکش ہوئے۔ اب آپ خود اندازہ فرما سکتے ہیں کہ خود ہمکو اس کا کسقدر احساس ہوگا۔ کیونکہ قطع نظر فرض شناسی سے یہاں تو اپنے "مفاد" اور اپنی غرض کا بھی سوال ہی۔ اندریں حال آپ خود خیال فرمایئے کہ بروقت شائع کرنیکے لیئے اپنی کوشش میں ہم کیوں کوئی کمی کرتے ہونگے — درحقیقت یہ تاخیر ایسی ہی وجوہات سے ہوتی ہی جن پر بوجہ اپنی مجبوریوں کے ہم قابو پانے سے عاجز رہتے ہیں۔

اس پرچہ پر جو کچھ گذری اُس کا مختصر حال یہ ہی کہ

جمادی الاخری میں میں نے اپنا یہ مقالہ "خاکسار تحریک مذہب و سیاست کی روشنی میں" لکھنا شروع کر دیا تھا اور جس قدر لکھا جا چکا تھا وہ کتابت کیلئے بھی دیدیا گیا تھا۔ اور خیال یہ تھا کہ تیاری کیساتھ ہی اس کی کتابت بھی ہوتی جائیگی۔ کاتب صاحب جمادی الاخری کے پرچہ کی کتابت سے فارغ ہو کر چند دنوں کیلئے اپنے وطن گئے ابتداءً تو یہ جانا صرف اتفاقی تھا اور چند ہی روز کے لیئے — لیکن اس کی انتہا اُن کے مایوسی پر ہوئی اور انھوں نے وہیں مستقل قیام کا ارادہ کر لیا — اِدہر یہ ناچیز رجب کے دوسرے ہفتہ میں یکلخت مریض ہو گیا، مرض بھی

سخت تھا کہ پانچ چھ روز غذا بھی قطعاً بند رہی، لیکن حق تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس کے فضل و کرم سے صرف دو ہفتہ میں اُس سے نجات مل گئی۔ اب کسی اور کاتب کی تلاش شروع ہوئی۔ پہلے کاتب صاحب سے مایوسی ہو چکی تھی۔ بریلی میں بدقسمتی سے کوئی کاتب "الفرقان" کے معیار کے نہیں ہیں اس لئے باہر سے بلانا ناگزیر تھا چنانچہ امروہہ سے منشی معراج النبی صاحب کو بلایا گیا جو کبھی پہلے بھی کافی عرصہ تک "الفرقان" لکھ چکے ہیں اور وہ وسط شعبان میں آ گئے۔ قریباً آٹھ، دس دن ہی انھوں نے کام کیا تھا کہ وہ بھی علیل ہو گئے اور جب علالت برابر بڑھتی گئی تو ان بیچاروں کو بھی اپنے وطن چلا جانا پڑا۔ اب چونکہ دیر بہت زیادہ ہو چکی تھی اور ہوتی جا رہی تھی اس لئے خط کی اچھائی برائی کے خیال کو نظر انداز کر کے بریلی ہی کے کاتب صاحبان سے کیف ما اتفق کام لینا شروع کیا، اور وہ بھی اسطرح کہ جبکا جس قدر وقت مل سکا وہ لے لیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ جا بجا آپکو قلم اور طرز تحریر کی تبدیلی کا احساس ہوگا۔ اس طرح خدا خدا کر کے اب ۲۰ شوال کو اُس کی کتابت مکمل ہو سکی ہے اور توقع ہے کہ اخیر شوال تک تیار ہو کر روانہ ہو سکے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

ان حوادث و واقعات کے علاوہ اسی عرصہ میں پریس کے مصلح سنگ بھی کافی دنوں بیمار رہے اور پریس میں وہی ایک مصلح سنگ ہیں۔ نیز اوائل رمضان مبارک میں یہ ناچیز دوبارہ مریض ہوا، رفیق مکرم مولوی محمد عطاء اللہ صاحب قاسمی بھی علیل رہے۔ پھر انہی دنوں پریس کے پرانے مشین مین نے اپنا تعلق پریس سے منقطع کیا اور آٹھ دس روز کے بعد دوسرا مشین مین دہلی سے بلایا جا سکا یہ تھے وہ عوارض و حوادث جن پر قابو پانے سے ہم عاجز رہے اور انھیں وجوہ سے پرچہ میں اس قدر تاخیر ہوئی۔ پس اگر یہ مشکلات اور یہ قدرتی مجبوریاں آپ کے نزدیک بھی "مشکلات" اور "مجبوریاں" ہوں تو امید ہے کہ اس تاخیر میں کسی حد تک ہم کو معذور تصور فرمائیں گے باقی آپ کو اختیار ہے۔

اور کاش اگر کسی وقت بھی ہمکو یہ اندازہ ہوا ہوتا کہ اس قدر تاخیر ہو جائیگی تو ہم اپنے تمام ناظرین کو خطوط کے ذریعہ اس صورت حال سے اطلاع دیدیتے لیکن اس کا قطعاً اندازہ نہ ہو سکا اور برابر یہی خیال اور یہی اُمید رہی کہ انشاء اللہ ہفتہ دو ہفتہ میں پرچہ روانہ ہو سکے گا۔ مگر ہوا یہ کہ جیسے ہی ایک مشکل ختم ہوئی اسکی جگہ دوسرا مانع پیدا ہو گیا اور اس طرح "موانع و مشکلات" کا سلسلہ ابتک جاری رہا۔ صدق اللہ عزوجل ام للانسان ما تمنّیٰ فللہ الآخرۃ والاولیٰ ٥

دوستوں کے شکایتی خطوط:-

اس عرصہ میں بہت سے احباب کے شکایتی خطوط بھی آئے جن میں سے اکثر کا جواب ناظم صاحب نے دیا لیکن جب ایسے خطوط کا روزانہ اوسط بہت بڑھ گیا اور وقت میں سب کے جواب کیلئے گنجائش نہ تھی تو جن احباب کے متعلق یہ سمجھا گیا کہ وہ اپنے خصوصی تعلق کی وجہ سے عدم ارسال جواب کو برداشت کر سکیں گے اور زیادہ ناراض نہ ہوں گے، تو صرف ان کی غیر متزلزل محبت ہی کے اعتماد پر بالآخر ان کو جواب دینا بند کر دیا، اُمید ہے کہ وہ احباب یہاں کی معذوریوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے معاف فرمائیں گے۔

دو مہینے کے بجائے تین مہینے:-

پہلے اس نمبر کو رجب و شعبان صرف دو مہینے کا مشترک پرچہ قرار دینے کا خیال تھا اور جمادی الاُخریٰ میں یہی اعلان کیا گیا تھا لیکن اب چونکہ تیسرا مہینہ رمضان بھی گذر چکا ہی نیز اس پرچہ کی ضخامت بھی سابق اندازہ سے بڑھ گئی ہی اس لیئے مجبوراً اس کو ان تینوں مہینوں کا پرچہ قرار دیدیا گیا ہی۔ اس کے بعد شوال ذیقعدہ کا مشترک پرچہ انشاء اللہ بہت جلد حاضر خدمت ہو گا۔ ناظرین کرام اس کو نوٹ فرمالیں اور رمضان کے پرچہ کا انتظار نہ فرمائیں۔

موجودہ جنگ کی وجہ سے کاغذ کی بے انتہا گرانی

سخت مشکلات، اور دوستوں کا فریضہ

ہمارے قدیمی احباب کو یاد ہو گا کہ اب سے قریباً تین سال پہلے بھی یورپ میں جنگ کے کچھ آثار نمودار ہوئے تھے جسکی وجہ سے کاغذ سخت گراں ہو گیا تھا اس وقت ہم نے اعلان کیا تھا کہ اب آیندہ سے الفرقان بجائے ۵۶ صفحے کے ۴۸ صفحات پر نکلے گا۔ لیکن باوجودیکہ وہ گرانی عرصہ دراز تک رہی مگر تخفیف صفحات کی اپنی ہی اس تجویز پر عمل کرنے کے لیئے طبیعت آمادہ نہ ہوئی اور رسالہ برابر حسب دستور ۵۶ ہی صفحات پر نکلتا رہا اگرچہ اس کی وجہ سے کافی نقصان اٹھانا پڑا۔ پھر اس سال کاغذ کا نرخ جب کچھ اچھا نرم ہو گیا تو بلا کسی تحریک کے ہم نے خود ہی رسالہ کے صفحات بجائے ۵۶ کے ۶۴ کر دیئے اور اسکے متعلق کوئی اعلان بھی نہیں کیا نہ خریداروں پر احسان جتلانے کیلئے اس کا ذکر ہی کیا چنانچہ گزشتہ کئی مہینے کے پرچے ۶۴ ہی صفحات پر شایع ہوئے۔ مگر اب صورت یہ ہی کہ جس روز سے موجودہ جنگ شروع ہوئی ہی کاغذ بیحد گراں ہو گیا ہی اور برابر گراں ہوتا جا رہا ہی یہاں تک کے وہ کاغذ جس پر الفرقان قسم دوم چھپتا تھا دگنی قیمت پر بھی اس نمبر کیلئے دستیاب نہ ہو سکا اور اس لیئے مجبوراً یہ نمبر کُل کا کُل قسم اول ہی کے کاغذ پر چھپوانا پڑا اور اب قسم دوم کے خریداروں کو بھی وہی بھیجا جائے گا۔ اگرچہ قسم اول والا یہ کاغذ بھی کچھ کم گراں نہیں ہی مگر تاہم مل جاتا ہی۔ اسلیئے آیندہ کے لیئے بھی یہ طے کر لیا گیا ہی۔ کہ

سردست الفرقان صرف قسم اول ہی شایع ہوا کریگا اور قسم دوم ملتوی رہے گا۔

یہ بھی ظاہر ہی کہ پہلے ۶۴ صفحے کے رسالہ پر جتنی لاگت آتی تھی اب اُس لاگت میں ۴۸ صفحے کا رسالہ بھی تیار نہیں ہو سکتا؛ اِدھر صفحات کی تخفیف کے لیئے اب بھی طبیعت آمادہ نہیں ہوتی اس لیئے رسالہ آیندہ بھی انشاء اللہ حسب سابق ۵۶ ہی صفحات پر شائع ہو گا۔ اور اس صورت میں لامحالہ ماہانہ مصارف میں قریباً ڈیوڑھی کا اضافہ ہو جائیگا۔ لہذا چاہیئے تو یہ تھا کہ چندہ میں کم از کم ایک روپیہ کا اور اضافہ کر دیا جاتا اور بجائے تین روپیہ کے سالانہ چندہ چار روپئے کر دیا جاتا لیکن ہم کو یہ بھی اندازہ ہی کہ الفرقان سے محبت رکھنے والے عموماً ہم ہی جیسے مفلوک الحال ہیں جن کے لیئے تین روپیہ بھی بہت زیادہ ہیں۔ اسلیئے کسی معمولی اضافہ کیلئے بھی طبیعت آمادہ نہیں ہوتی۔ پھر یہ بھی واقعہ ہی کہ "الفرقان" پہلے ہی سے اس قدر خسارہ دن

کا مارا ہوا ہی کہ اب اس میں مزید کسی نقصان برداشت کرنے کی بالکل بھی تاب نہیں ہی۔ پس اس مشکل کا حل صرف دوستوں کی ہمدردانہ مساعی ہی سے ہو سکتا ہی اور وہ بھی صرف اس قدر کہ تمام احباب اس وقت اس کی تکثیر اشاعت کے لیئے خاص توجہ سے سعی فرمائیں اور کم از کم ایک نئے خریدار کا اضافہ اپنے لیئے لازم فرمالیں جو یقیناً کوئی مشکل نہیں ہی!

الفرقان کی مالی حالت:۔

اگرچہ یہ سال مالی حیثیت سے تمام گذشتہ سالوں کے لحاظ سے زیادہ صبر آزما رہا۔ لیکن چونکہ اس سال قطعی طور پر یہ ارادہ کر لیا تھا کہ اس بارہ میں اب کچھ نہیں لکھا جائیگا اس لیئے پچھلے نو ماہ کے عرصہ میں ہم نے الفرقان میں اس کا کبھی اشارۃً بھی ذکر نہیں کیا اور اگر کاغذ کی اس گرانی نے ہمکو مجبور نہ کر دیا ہوتا تو اس وقت بھی اس بارہ میں کچھ عرض کرنے کا ارادہ نہ تھا۔ لیکن ہم کو افسوس ہی کہ آج ہم اس ارادہ کو توڑنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ درحقیقت کاغذ کی گرانی نے اب یہ صورت پیدا کر دی ہی کہ اگر احباب کی ہمدردانہ مساعی نے خریداروں کی تعداد میں کافی اور معتدبہ اضافہ نہ کیا تو خطرہ ہی کہ "مشکلات" ہمارے "عزم" پر غالب نہ آجائیں کہنے والے نے بالکل صحیح کہا ہی۔

آنکہ شیراں را کند روبہ مزاج احتیاج است، احتیاج است احتیاج

قسم دوم کے خریداروں سے گذارش:۔

آپ کو معلوم ہو چکا کہ رف قسم کے کاغذ کی بے حد گرانی بلکہ کمیابی و نایابی کی وجہ سے ہم مجبور ہو گئے ہیں کہ سردست قسم دوم کے سسٹم ہی کو ملتوی کر دیں اسی لیئے جناب کی خدمت میں یہ رسالہ قسم اول حاضر ہو رہا ہے اور آیندہ سے آپ قسم اول ہی کے خریدار متصور ہوں گے۔ یہ بھی جنابکو معلوم ہو گیا ہی کہ قسم اول کے مصارف بھی اب بہ نسبت پہلے کے ڈیوڑھے زیادہ ہو گئے ہیں اور اس لیئے چندہ میں کسی کمی اور تخفیف کا اب کوئی امکان ہی نہیں ہی۔ تاہم جو حضرات کسی طرح تین روپئے ادا نہ کر سکتے ہوں وہ صرف ڈھائی روپیہ بھیجدیں ان سے اتنے ہی قبول کر لیئے جائیں گے ہمارا دل گوارا نہیں کرتا کہ کوئی صاحب اپنی ناداری اور کم استطاعتی کی وجہ سے "الفرقان" سے اپنا تعلق منقطع کرنے پر مجبور ہوں۔ لیکن اس سے زیادہ رعایت کے لیئے کوئی صاحب خط کتابت نہ فرمائیں — اور ہمکو معذور سمجھیں ہمارا جی تو خود یہ چاہتا ہی کہ جو احباب ناداری اور کم استطاعتی کے باوجود الفرقان کے مطالعہ کا شوق رکھتے ہیں ہم ان کی خدمت میں اس کو بالکل مفت ہی پیش کیا کریں مگر کیا کیا جائے کہ الفرقان کی چھ سالہ مدت میں ہم ایک دن بھی اس لایق نہ ہو سکے۔

فالی اللہ المشتکی وھو المستعان

مولانا مودودی کے سنسر شدہ مضامین اور "الفرقان"

ہمارے ناظرین کرام کو معلوم ہوگا کہ قریباً ایک سال سے رسالہ "ترجمان القرآن" لاہور سے نکل رہا ہے اور محترم مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مدیر "ترجمان" کا مستقل مقام اس وقت سے لاہور ہی ہے۔ جس وقت یورپ کی موجودہ جنگ شروع ہوئی اور ہر قوم کے سامنے یہ سوال آیا کہ ہمارا رویہ اس کے متعلق کیا ہونا چاہیئے؟ اور ملک کی مختلف جماعتوں نے اپنے قومی، وطنی، یا خالص سیاسی مسائل و مصالح کو پیش نظر رکھکر اس بارہ میں فیصلے کئے تو مولانا مودودی نے اس مسئلہ پر صرف اس نقطۂ نظر سے غور فرمایا کہ مسلمانوں کا رویہ بحیثیت مسلمان ہونے کے اس بارہ میں کیا ہونا چاہیئے اور قرآن پاک اس موقع پر ہماری کیا رہنمائی کرتا ہے؟ اس غور و فکر نے انھیں جس نتیجہ پر پہونچایا اس کو انھوں نے پورے شرح و بسط کے ساتھ قلم بند کیا لیکن پنجاب کی اُس حکومت نے جس کو بہت سے سادہ لوح "اسلامی حکومت" کا نام دیتے ہیں اس مضمون کی اشاعت کی اجازت نہ دی کیونکہ اس کی اشاعت سے دنیا کی نظر میں "قرآن" اور قرآن والی اُمت کی پوزیشن اگرچہ بلند ہو سکتی تھی اور جنگ کے متعلق اسلام کا بے نظیر اور محیر العقول ضابطۂ اخلاق اگرچہ بہت سے قلوب پر اپنا سکہ جما سکتا تھا لیکن اندیشہ تھا کہ سر سکندر حیات خاں کے سفید فام خداوندان نعمت کیلئے وہ ناراضی کا باعث ہو جن کی رضا جوئی ان کا اور اُن کے رفقا کا دین و ایمان ہے۔ بہرحال جب مجھے اس کا علم ہوا کہ حکومت پنجاب نے اس مضمون کو ممنوع الاشاعت قرار دیدیا تو مولانا ممدوح سے میں نے اُسکو باین خیال بلکہ باین وعدہ حاصل کر لیا کہ الفرقان میں اُس کو شائع کردیا جائیگا اور یہاں کی کانگرسی وزارت سے بہت سی جائز شکایتوں کے باوجود یہ توقع تھی بلکہ اطمینان تھا کہ وہ اُس کی اشاعت پر معترض نہ ہوگی پھر بعض اخبارات میں یہ اطلاع شائع بھی ہوگئی کہ مولانا مودودی کے جن مضامین کو پنجاب میں شائع ہونے کی اجازت نہیں دیجائیگی وہ "الفرقان بریلی" میں شائع ہوا کرینگے۔ (اور اسلئے ان مضامین ہی کے حوالے سے بہت سے حضرات الفرقان طلب بھی فرما رہے ہیں۔)

لیکن یہاں یہ صورت پیش آئی کہ قبل اس کے کہ الفرقان میں ان مضامین کی اشاعت کا وقت آئے یہاں کی کانگریسی وزارت مستعفی ہوگئی اور حکومت کی باگ خود گورنر بہادر نے اپنے ہاتھ میں لے لی اور اس لئے اب یو۔پی میں "الفرقان" بھی اسی شکنجہ میں ہے جس میں لاہور میں "ترجمان" ۔۔۔ لہٰذا بصد افسوس اعلان کیا جاتا ہے کہ فی الحال "الفرقان" میں بھی ان مضامین کی اشاعت کی کوئی اُمید نہیں ہے۔ ولعل اللہ یحدث بعد ذالک امراً ط

خاکسار تحریک اور ہمارا فرض

خاکسار تحریک کا مسئلہ اس وقت مسلمانان ہند کے اہم ترین مسائل میں سے ہوگیا ہے۔ اور وہ اُس مقام پر پہنچ چکا ہے کہ اگر چندے یہی رفتار رہی تو پھر اُس کی مذہبی اور سیاسی مضرتوں اور ملت پر مرتب ہونے والے اس کے مہلک

اثرات اور بدنتائج کا انسداد و دفاع اگر محال نہیں تو قریب بہ محال ضرور ہو جائے گا۔ لیکن یہ دیکھکر افسوس ہوتا ہی کہ اسکی اس اہمیت کو سمجھنے والے اور اس کے خطرناک عواقب کا ادراک رکھنے والے ہندوستان بھر میں شاید گنتی کے چند ہی ہیں۔ ہماری یہ بہت بڑی غلطی ہی کہ ہم کسی فتنہ کی اہمیت کو اُس وقت تک محسوس نہیں کرتے جب تک وہ سیلابی کیفیت نہ اختیار کرلے۔ حالانکہ ؎ سرچشمہ باید گرفتن بہ میل ؛ چو پر شد نہ شاید گذشتن بہ پیل

اس سلسلہ میں بڑی اور سب سے پہلی ضرورت ہے ایسے لٹریچر کی تیاری اور اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی جس میں نہایت صحیح، سنجیدہ اور منقح طور پر اس تحریک کی حقیقت، اسکے مقصد و منتہا اور اسکے اثرات و نتائج کو بیان کیا جائے تاکہ جو مسلمان ابھی اس بارہ میں گمراہ نہیں کئے جاسکے ہیں یا جو صرف سرسری طور پر اس عام نظر سے اس کو مخالف ہیں کہ یہ بھی منجملہ دوسری گمراہ اور غلط رو مذہبی و سیاسی جماعتوں کے ایک جماعت ہی اور اس سے زیادہ کوئی غیر معمولی اہمیت انکے نزدیک اس کی نہیں ہی۔ وہ اس کی حقیقت اور خصوصی اہمیت کو سمجھ سکیں اور اس سلسلہ میں اُن پر حفاظتِ اُمت اور حمایتِ دین و ملت کا جو خاص وقتی فریضہ عائد ہوتا ہی اس کے ادا کرنے کیلئے کمربستہ ہو جائیں۔ بندگانِ اللہ کے جو سادہ دل اور نیک نیت بندے "اسلامی فوجی تنظیم" کے فریب میں آکر اور اچھرہ کے "ادارۂ علیہ" کے بے پناہ مگر محض خالی از حقیقت پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر اس میں شامل ہو گئے ہیں وہ بھی ٹھنڈے دل اور سنجیدہ دماغ کیساتھ اس کو دیکھکر اپنی رائے اور اپنے رویہ پر نظر ثانی کرسکیں ظاہر ہی کہ ایسے لٹریچر کی تیاری اور اشاعت ایک دو شخصوں کا کام نہیں ہی ضرورت ہی کہ جس سے بھی اس سلسلہ میں کچھ ہوسکتا ہو وہ کرے اور جس قدر ہوسکتا ہو اُس قدر کرے۔ اور جن اخبارات میں اس قسم کے مضامین شائع کرائے جاسکتے ہوں اُن میں کرائے جائیں اور اس کیلئے کوئی ممکن کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائے۔ اس سلسلہ میں میرا جو مقالہ اِسوقت آپکے ہاتھ میں ہی۔ اُمید ہی کہ انشاء اللہ یہ اس مقصد کیلئے مفید ثابت ہوگا اور عام ناظرین کے علاوہ جو حضرات اس تحریک کے متعلق ضروری لٹریچر کی تیاری میں کوئی حصہ لینا چاہینگے انکو بھی اس سے "خاکسار تحریک" کی حقیقت سمجھنے میں اچھی مدد مل سکے گی۔ اس مقالہ میں میرا مطمح نظر صرف اِسی قدر رہا ہی کہ نفس "تحریکِ خاکساران" کا مقصد و منتہا، اسکے حالیہ اثرات اور آیندہ کے متوقع نتائج کو ناظرین علی وجہ البصیرت سمجھ سکیں۔ اسی لئے اس میں میں نے بانیٔ تحریک علامہ مشرقی کے عقائد و خیالات سے براہِ راست تعرض نہیں کیا ہی۔ ہاں یہ تحریک کے رُخ، اس کے مقصد و منتہا اور اس کے پس منظر کو سمجھ لینے کے لئے ان کی جن خاص خیالات و نظریات سے واقفیت کی ضرورت تھی صرف انہی کو میں نے اس میں ذکر کیا ہی۔

آیندہ بھی "الفرقان" میں اس موضوع پر انشاء اللہ التزام اور تسلسل کیساتھ مضامین درج ہوا کرینگے۔ اس سلسلہ میں "علامہ مشرقی صاحب" کے تذکرہ پر جو دراصل ان کی دعوت کا سنگ بنیاد ہی، اور جس کے پیغام کی تصدیق و تکمیل ہی کیلئے "خاکسار تحریک" شروع کی گئی ہی۔ ایک مبسوط تبصرہ لکھنے کا بھی ارادہ ہی جو انشاء اللہ الفرقان ہی میں مسلسل شائع ہوگا۔ دوسرے اہل قلم حضرات بھی اگر "خاکسار تحریک" کے متعلق کچھ لکھکر بھیجیں تو شکریہ کے ساتھ الفرقان میں شائع کیا جائیگا

بشرطیکہ سنجیدگی اور ذمہ داری کا لحاظ رکھتے ہوئے لکھا گیا ہو اور کوئی مفید تحقیقی بات لکھی گئی ہو۔

عملی جدوجہد

یہ بھی ظاہر ہے کہ صرف اس مضامین نویسی اور لٹریچر کی اشاعت سے پورا کام نہیں چل سکتا اور مسلمانوں کو اس دام فریب سے نہیں بچایا سکتا بلکہ اس کے واسطے کچھ عملی جدّوجہد بھی کرنی ہوگی، کچھ ہی نہیں، بہت زیادہ کرنی ہوگی، "اور خاکسار تحریک" کے بانی یا اُس کے حامیوں کی طرف سے جس چیز کا صرف نام لے کر مسلمانوں کو فریب دیا جا رہا ہے۔ اس کو حقیقی طور پر شروع کر دینا پڑے گا۔ اور خطرات و عواقب سے قطعاً بے نیاز ہو کر شروع کر دینا پڑے گا۔ اور یہ صرف اسی واسطے نہیں کہ ہمیں مسلمانوں کو اس تحریک کے دامِ تزویر سے بچانا ہے۔ بلکہ اس لیے بھی کہ اب وہ وقت کی پر زور پکار، اور ماحول کا شدید تقاضا ہے۔ اور فی الحقیقت یہی احساس اُس کے لیئے اصلی محرک ہے۔ یہ محض حسنِ اتفاق ہے کہ "خاکسار تحریک" کے دام فریب سے بچانے کے لیئے بھی اسی جد و جہد اور سعی و عمل کی ضرورت ہے۔ بلکہ وہی اس وبا کے حتمی نسخے کا آخری جزو ہے۔

اس سلسلہ میں جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ کرنا ہوگا اور جس طرح کرنا ہوگا اُس کی تفصیلات انشاء اللہ آیندہ کسی اشاعت میں پیش کی جائیں گی۔

"ولی اللہ نمبر"

اس نمبر کے لیئے مضامین و مقالات کی تیاری ہو رہی ہے۔ لیکن چونکہ مفصلہ بالا حوادث و عوارض کی وجہ سے یہی پرچہ تین ماہ کا مشترک نمبر کر دینا پڑا اور پھر بھی کافی تاخیر سے شائع ہو رہا ہے اور ابھی تک وہ عوارض و موانع فی الجملہ موجود ہیں۔ حتیٰ کہ کاتب کا مستقل انتظام ابھی تک نہیں ہو سکا ہے۔ اس لیئے اب بظاہر آنے والے محرّم سے پہلے اس کی اشاعت نہ ہو سکے گی۔

تیاری برابر جاری ہے اور انشاء اللہ جاری رہے گی اور جس وقت اس کا کام بالکل قابو میں آجائیگا اُس وقت تاریخ اشاعت کے متعلق اعلان کر دیا جائے گا۔ تاکہ ناظرین کرام کو انتظار کی زیادہ زحمت نہ اُٹھانا پڑے۔

ضروری ہدایات

ترسیل زر اور خط و کتابت کیوقت اپنا نمبر خریداری اور اپنا مکمل پتہ صاف اور خوشخط لکھیئے۔

کتابوں کا آرڈر دینے سے پہلے رسالہ ہذا کے ٹائٹل کے آخری صفحہ پر قواعد ضرور دیکھیئے اور انکا لحاظ رکھیئے۔

ناظم الفرقان و مکتبۃ الفرقان بریلی

چند ضروری گذارشات

(از ناظم الفرقان بریلی)

الفرقان کی مالی مشکلات کا کچھ حال جناب کو اس پرچہ کی نگاہ اولیں سے معلوم ہو چکا ہوگا۔ اس سلسلہ میں اگر جناب کچھ توجہ فرمانا چاہیں تو اس کے لیئے اس وقت اتنی صورتیں ہیں۔ جن میں سے کوئی نہ کوئی ضرور آپ کے مناسب حال ہوگی۔

(۱) اگر ممکن ہو تو الفرقان کی توسیع اشاعت کے لیئے کچھ سعی فرمایئے اور کم از کم ایک دو خریدار فراہم کرنے کی کوشش کیجئے۔ یہ الفرقان کی سب سے بڑی اور مستقل مدد ہے۔

(۲) کسی مد خیر سے کچھ حصہ بھیجکر ان ناداروں کی امداد کیجئے جو الفرقان جاری رکھنا چاہتے ہیں مگر اس کا پورا چندہ ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ یا بالکل ہی نادار ہیں۔

(۳) اسی نمبر میں مکتبہ الفرقان کی رعایتی فہرست شائع ہو رہی ہے، اور باآنکہ کاغذ کی شدید گرانی کی وجہ سے کتابوں کے نرخ پر بھی کافی اثر پڑا ہے۔ مگر ہم نے اس وقت الفرقان کی فوری ضروریات کے لیئے روپیہ فراہم کرنے ہی کے واسطے وہ رعایت کی ہے جو کبھی پہلے بھی نہ ہوئی تھی حتیٰ کہ باہر سے آنیوالی بعض کتابوں کی قیمت وہ رکھی ہے جس پر وہ خود ہمکو پڑتی ہیں۔ براہ کرم اس فہرست کو ضرور ملاحظہ فرمالیجئے۔ یہ ملحوظ رہے کہ رعایات مندرجہ فہرست کے علاوہ کسی اور رعایت کی قطعاً گنجائش نہیں ہے لہذا اس کے لیئے ہرگز خط و کتابت نہ فرمایئے۔ یہ رعایت تاخیر اشاعت کی وجہ سے اب اخیر ذیقعدہ تک رہے گی۔

(۴) اس فہرست میں ہر مذاق اور ہر قسم کی بہتر سے بہتر کتابیں درج ہیں پوری فہرست پر ایک نظر ڈالکر اپنے لیئے کتابیں منتخب کیجئے اور اس وقت خصوصی رعایت سے فائدہ اٹھایئے پھر یہ موقع نہیں رہے گا۔

(۵) فہرست کے آخری صفحے جنکا کاغذ دوسری قسم کا ہے سالگذشتہ کے چھپے ہوئے ہیں انمیں کتابوں کی جو رعایتی قیمتیں درج ہیں اس وقت ان پر مزید رعایت کیجائیگی۔

(۶) جو کتابیں فہرست میں مندرج نہیں ہیں انپر بھی اسوقت آخری امکانی رعایت کی جائے گی۔

(۷) جن احباب کے ذمہ الفرقان یا مکتبہ الفرقان کا کوئی مطالبہ ہو وہ براہِ کرم اس وقت ادا فرماکر ممنون فرمائیں۔

(۸) حضرت مدیر الفرقان کی کتاب "خاکسار تحریک مذہب و سیاست کی روشنی میں" جو اس پرچہ میں بتمام و کمال شائع ہو رہی ہے "الفرقان" سے علیحدہ کتابی شکل میں بھی اس وقت بہت زیادہ تعداد میں تیار کرائی گئی ہے جسپر مستقل کتابی ٹائٹل ہے اسکی اشاعت کیلئے فوری سعی فرمایئے! ہم اپنے احباب اور عام مسلمانوں کے دینی احساس سے امید بلکہ اپیل کر سکتے ہیں کہ صرف دو ہفتے کے اندر یہ کل نسخے ختم ہو جانے چاہیں تاکہ اگلے مہینے تک اسکا دوسرا ایڈیشن تیار کرایا جاسکے قیمت فی نسخہ ۲ر اسوقت رعایتی ۱ر محصول ڈاک بلا رجسٹری ۲ر رجسٹری ۵ر مفت تقسیم کرنیوالے حضرات سے صرف تیس روپیے فی سیکڑہ

کاپی رائٹ محفوظ

خاکسار تحریک

مذہب و سیاست کی روشنی میں!

از

محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

اس کتاب کے جملہ حقوق طباعت محفوظ ہیں کوئی صاحب حضرت مصنف کی صریح تحریری اجازت کے بغیر اسکو کلاً یا جزءاً طبع کرنیکا قصد نہ فرمائیں

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان مضمون	صفحہ	نمبر شمار	عنوان مضمون	صفحہ
۱	عرض اولین	۴	۲۶	تذکرہ کے ساتھ علمائے اسلام اور دیگر مذہبی شعور رکھنے والے حضرات کا سلوک	۴۴
۲	دین اسلام اور مسلم قوم	۵			
۳	ادائے شہادت	۷	۲۷	مجلس منتظمہ جمعیۃ علمائے ہند کی تجویز	۴۴
۴	خاکسار تحریک کا آغاز اور اُس کا پس منظر	۸	۲۸	علامہ صاحب کی دوسری کوشش، خاکسار تحریک کا آغاز۔	۴۵
۵	علامہ مشرقی اور ان کے عزائم و خیالات	"			
۶	علامہ کے نزدیک اسلام صرف غالب بنکر رہنے کا نام ہے	۱۰	۲۹	تذکرہ کی تالیف اور خاکسار تحریک کا واحد المقصد ہونا	۴۵
۷	مچھر کا سبق آموز اور قابل تقلید ایمان	۱۴	۳۰	خاکسار تحریک کا واحد مقصد علامہ کی زبان سے	۴۶
۸	یورپ کی غالب اور حکمراں قومیں ہی مومن اور مسلم ہیں	۱۵	۳۱	خاکسار تحریک کے ذریعہ اس مقصد میں علامہ کی کامیابی کا راز	۴۷
۹	اہل یورپ یقیناً خدا کے خلیفہ ہیں، مسجود ملائکہ ہیں	۱۹			
۱۰	اہل یورپ کے ایمان و اسلام کی عجیب توجیہہ	۲۱	۳۲	خاکسار تحریک اور علامہ صاحب کا "اختیار ناطق"	۴۷
۱۱	علامہ صاحب کے مقرر کردہ دس بنیادی اصول	۲۲	۳۳	امیر کی غیر مسئولیت بلکہ معصومیت کے عقیدہ کا اصل ماخذ	۴۹
۱۲	ان اصولوں کی حقیقت	۲۳	۳۴	اختیار ناطق کا نظریہ اور قرآن	۴۹
۱۳	علامہ صاحب کے نزدیک توحید کیا ہے؟	۲۳	۳۵	اللہ و رسول کی اطاعت اور امراء کی اطاعت کا فرق	۵۰
۱۴	آجکل کی بت پرست قومیں اور تین خدا ماننے والے نصاریٰ اعلیٰ درجے کے موحد ہیں	۲۴	۳۶	قرآن میں علامہ صاحب کی خطرناک تحریف	۵۱
			۳۷	قرآن کے ساتھ اسلامی تاریخ پر بھی علامہ صاحب کی مشق ستم۔	۵۲
۱۵	یورپین عیسائیوں کو ایمان اور علم بالقرآن پر خدا کی گواہی	۳۰			
۱۶	دنیا میں غالب ہو کر رہنا ہی صراط مستقیم ہے جس کیلئے ہر نماز میں دعا کی جاتی ہے	۳۵	۳۸	اختیارات امیر و اطاعت امیر کے متعلق فیصلہ نبوی	۵۳
			۳۹	صحابہ کرام اور اطاعت امیر	۵۴
۱۷	دین الحق اس دنیا میں قوی بنکر رہنے کی راہ کا نام ہے	۳۵	۴۰	ائمہ امت اور خلفائے اسلام	۵۶
۱۸	سیاسی تمکن ہی کو قرآن میں "نور اللہ" کہا گیا ہے	۳۵	۴۱	اختیار ناطق اور مطلق اطاعت کے نتائج	۵۷
۱۹	آخرت میں جنت اُنہی کیلئے ہے جو اس دنیا میں زمین کے بادشاہ ہیں	۳۶	۴۲	خاکسار تحریک کا لٹریچر اور تذکرہ کے الحادی مضامین	۵۷
۲۰	جسکی لاٹھی اُسیکا ایمان، جسکی توپ وہی مسلمان، جسکا ملک	۴۰	۴۳	علامہ صاحب کی پیشبندی اور علماء کا قتل عام	۶۱
	اور جسکی حکومت بس اُسیکا خدا اور اُسی کی جنت	۳۷	۴۴	علماء کے خلاف اس غلاظت فشانی سے علامہ کا مقصد	۶۳
۲۱	اسلام اور حکومت کا صحیح تعلق	۳۷	۴۵	قتل کی دھمکیاں	۶۵
۲۲	مشرقی نظریہ فرعونی منطق	۳۸	۴۶	اخباروں پر مشرقی سنسر	۶۵
۲۳	فرعونی منطق کا خدائی جواب اور الٰہی نظریہ	۳۹	۴۷	خلاصہ بحث اور حاصل کلام	۶۶
۲۴	امت مسلمہ کو حکومت کی عطا سے الٰہی منشا کیا ہوتا ہے؟	۴۱	۴۸	خاکسار تحریک کا سیاسی پہلو	۶۷
۲۵	علامہ صاحب کی طرف سے اپنے گمراہ کن خیالات کے پھیلانے کی پہلی کوشش	۴۴	۴۹	راستہ ابھی سوچا نہیں گیا	۶۸

نمبر	عنوان مضمون	صفحہ
۵۰	کیا علامہ صاحب اس قابل ہیں کہ انہیں پیغمبروں کی طرح اعتماد کر لیا جائے	۶۸
۵۱	علامہ صاحب کی خصوصیات	۶۹
۵۲	دماغ کا عدم توازن	۶۹
۵۳	پراگندہ دماغی کی ایک مثال	۶۹
۵۴	گاندھی جی کی اختیار کردہ جنگ سول نافرمانی حضرت مسیح کی کشورکشا آسمانی تعلیم ہے،،	۷۰
۵۵	سول نافرمانی زمانہ فلسفہ مضحکہ انگیز اصول اور ہندو فلسفہ ہے	۷۰
۵۶	دشمن کی نافرمانی بھی شیطنت ہے۔	۷۱
۵۷	بے باکانہ اور بے پناہ جھوٹ	۷۲
۵۸	حیرت انگیز جھوٹ کی چند مثالیں	۷۳
۵۹	علامہ صاحب کے اس کمال پر ایک خاص گواہی	۷۷
۶۰	ذمہ داری کا عدم احساس اور لغو گوئی	۷۸
۶۱	تیز زبانی بلکہ بدگفتاری	۸۰
۶۲	سر سکندر وزیر اعظم پنجاب کو صلواتیں	۸۰
۶۳	عام لیڈروں، مسٹروں، اور خان بہادروں کو خطابات	۸۰
۶۴	مسلم لیگ کا ذکر خیر	۸۱
۶۵	قوم کے لیڈروں اور ایڈیٹروں کو خطابات	۸۱
۶۶	تعلیم یافتہ نوجوانوں کو خوبصورت گدھے کا خطاب	۸۱
۶۷	خداوند فرنگ کی قربانگاہ پر تیس ہزار خاکساروں کی قربانی	۸۳
۶۸	کیا ان خصوصیات کے انسان سے کسی فلاح کی توقع کیجا سکتی ہے	۸۳
۶۹	مسلمانوں کی افسوسناک ذہنی کمزوری	۸۴
۷۰	زمانۂ قدیم میں اختلاف مشائخ کے مدعیوں کی فساد انگیزیاں	۸۴
۷۱	اختیار ناطق کے خونی تجربات	۸۶
۷۲	خاکسار تحریک کے اصول اختیار ناطق کی خطرناکی	۸۷
۷۳	اس اصول کا اثر اور علامہ کی ذہنی تربیت کا ایک نمونہ	۸۷
۷۴	خاتمہ کلام، خاکسار تحریک کے چند پُر فریب مغالطے	۸۹
۷۵	پہلا مغالطہ، خاکسار تحریک اور علامہ مشرقی کا باہمی تعلق	۸۹
۷۶	دوسرا مغالطہ حیرت انگیز جھوٹ۔	۹۲
۷۷	تیسرا مغالطہ (جس عقیدہ پر سب مولوی متفق ہو جائیں وہ میرا عقیدہ ہے)	۹۲
۷۸	چوتھا مغالطہ (تذکرہ بڑی ادق اور مشکل ترین کتاب ہے۔	۹۳
۷۹	پانچواں مغالطہ (صحیح عقائد کا منافقانہ اظہار)	۹۵
۸۰	چھٹا مغالطہ (خاکسار تحریک میں دس ہزار علماء کی شرکت کا آسمان توڑ جھوٹ اور اسکی اصلیت	۹۸
۸۱	ساتواں مغالطہ (علماء پر بے عملی اور بے پناہ تکفیر بازی کا الزام)	۹۹
۸۲	ملت کا غدار اور دشمنوں کا تنخواہ یاب کون ہے؟	۹۹
۸۳	کیا خاکسار تحریک کے مخالف صرف کانگریسی علماء ہیں؟	۱۰۲
۸۴	خاکسار تحریک کے متعلق حضرت مولانا اشرف علی صاحب وغیرہ غیر کانگرسی علماء کی رائے۔	۱۰۳
۸۵	کیا تمام علماء کو بے عملی کا طعنہ دیا جا سکتا ہے	۱۰۳
۸۶	آٹھواں مغالطہ (عسکری تنظیم اور مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کا دعوےٰ)	۱۰۵
۸۷	خاکسار تحریک خالص مسلمانوں کی تحریک ہے یا مخلوط؟	۱۰۷
۸۸	نواں مغالطہ (لکھنؤ کی جنگ سول نافرمانی اور بلند شہر کا حادثہ	۱۰۸
۸۹	دسواں مغالطہ (خاکسار تحریک میں شامل ہو کر اس کے مفاسد کی اصلاح کیوں نہیں کی جا سکتی؟	۱۱۱
۹۰	مورخ اسلام اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی مرحوم کی خاکسار تحریک میں شرکت، اصلاح کی مخلصانہ کوشش اس کا مایوسانہ انجام اور پھر علیحدگی	۱۱۳
۹۱	اصلاح کی امید بعض علماء کی طرف سے اصلاح کی ایک تازہ کوشش اور اُس کا مایوسانہ انجام	۱۱۴
۹۲	اتمام حجت کے لئے اصلاح کی آخری پیشکش	۱۱۴
۹۳	کن تبدیلیوں کے بعد خاکسار تحریک مسلمانوں کے لئے قابل تعاون ہو سکتی ہے	۱۱۴
۹۴	جستجوئے مایوسی کی صورت میں علماء امت کا مذہبی منصبی فریضہ	۱۱۵
۹۵	خاکسار تحریک پر مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کا بصیرت افروز تبصرہ	۱۱۶

باسمہ سبحانہٗ — حمداً وسلاماً

فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ وَأُولَٰئِكَ هُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ

پس خوشخبری سنا دو میرے ان بندوں کو جو بات کو غور سے سنتے ہیں اور اچھی بات پر عمل پیرا ہو جاتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی ہے اور یہی عقلمند ہیں

عرضِ اوّلین

اِن اَوراق میں

میں نے خاکسار تحریک پر مذہبی یا سیاسی نقطۂ نظر سے جو بحث کی ہے، اُس میں اپنے نزدیک پوری دیانت داری اور کامل احتیاط سے کام لیا ہے اور بانیٔ تحریک "علامہ مشرقی" کی جن تصانیف، یا خاکسار تحریک کے لٹریچر کے سلسلہ کی جن چھوٹی بڑی کتابوں سے اس میں اقتباسات لئے ہیں ان کو اکثر مکرر سہ کرر دیکھا ہے اور اسکی پوری کوشش کی ہے کہ کوئی بات ایسی انکی طرف منسوب نہ رہے جس کے وہ قائل نہ ہوں۔

نیز بحث کو صرف اصول تک محدود رکھا ہے۔ اور ناظرین کے دماغ کو فروعی بحثوں میں اُلجھانے، یا انکی طبائع کو "علامہ مشرقی" یا اُن کے خاکساروں کے خلاف خواہ مخواہ مشتعل کرنے کی کوشش نہیں کی ہے بلکہ حتی الوسع اس سے دامن بچانے کی سعی کی ہے۔ کیونکہ اس کاوش سے میرا مقصد صرف یہ ہے کہ سنجیدہ طبعتیں اس تحریک کو صحیح روشنی میں دیکھ کر صحیح رائے قائم کر سکیں۔

اس مقالہ میں میرے خصوصی مخاطب

اسلامی اخبارات کے وہ محترم اڈیٹران کرام، اور وہ تعلیم یافتہ اصحاب ہیں جو خاکسار تحریک کے متعلق سرسری اور ناکافی معلومات رکھنے کی وجہ سے "اسلام" اور "مسلمانوں" کے حق میں اُس سے اچھی توقعات رکھتے ہیں۔ اور اسواسطے وہ اس تحریک کے حامی اور ہمدرد ہیں اُن سے میری عاجزانہ گذارش ہے کہ وہ ان صفحات کو ضرور ملاحظہ فرمائیں، نیز وہ خاکسار حضرات جو محض محبت خدا اسلام اور اعلاء کلمۃ اللہ کی نیت سے اس تحریک میں شامل ہوئے ہیں اُن سے بھی مخلصانہ التماس ہے کہ وہ میری ان معروضات کو ایمان وانصاف کی نظر سے دیکھیں اور سوچیں کہ جو راہ آپنے اختیار کی ہے وہ بجائے کعبہ کے ترکستان کو تو نہیں جاتی؟۔ خدا شاہد ہے کہ ان گذارشات کا مقصد صرف آپکی اور ملتِ اسلامیہ کی بہی خواہی اور اپنے فریضۂ "اظہارِ حق" کی ادائیگی ہے۔ لَا غَیْرَ

وَاللّٰہُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ شَہِیْدٌ۔ اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ۔

محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

تقدمہ ضروریہ

دینِ اسلام اور مُسلم قوم

دینِ مقدس سے ناواقفی، اور اسلامی تعلیم سے عام بےخبری کے باعث مسلمانوں میں بھی بدقسمتی سے، قوم، قومی مفاد قومی خدمت، قومی ہمدردی جیسے لفظوں کا وہی جاہلی تصوّر پھیلتا جا رہا ہے جو دنیا کی دوسری قوموں کا ہے کہ انھیں حق و باطل، اور حلال و حرام سے کوئی بحث نہیں ہوتی، وہ اِن تمام چیزوں سے آزاد اور بالکل آزاد ہو کر اپنے قومی مسائل کو سوچتے ہیں اور جس راہ سے انھیں قوم کا فائدہ نظر آتا ہے وہ اسی پر چل پڑتے ہیں اور یہ اِس واسطے کہ انکے یہاں اس کے لئے کوئی مستقل قانون ہی نہیں ہے جس کے وہ پابند ہوں، —— بخلاف اُمتِ مسلمہ" کے، وہ جس طرح عقائد اور طرزِ عبادت میں الٰہی ہدایات کی پابند ہے اسی طرح اپنے دوسرے انفرادی اور اجتماعی معاملات میں بھی احکام ربانی سے آزاد نہیں، —— پس اسلام کے نزدیک "مسلم قوم کا مفاد" اور "مسلم قوم کی خدمت" صرف وہی ہے جو اسلامی احکام کے خلاف، اور مقاصد اسلام کو پامال کرنے والی نہو —— لیکن آج ہو یہ رہا ہے کہ ایک "مسلمان" کو دوسرے "مسلمان" سے کسی "غیر مسلم" کے خلاف جھوٹی گواہی دلوانی ہو تو وہ کہتا ہے کہ بھائی یہ مسلمان اور نامسلمان کا معاملہ ہے آپ کو اپنے مسلمان بھائی کا ساتھ دینا اور اُس کی مدد کرنا چاہئے —— گویا اسلام کا نام لیکر اسلام ہی کا واسطہ دیکر اسلام کے اصول "سچائی" کو ذبح کیا جاتا ہے —— اسی طرح سودی لین دین کے بینک کھولے جاتے ہیں اور ان کا نام "اسلامی بینک" اور "مسلم بینک" رکھا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کو اِن بینکوں سے معاملہ کرنا چاہئے اسمیں اپنی قوم کا فائدہ اور اپنی قوم کی ہمدردی ہے —— گویا اسلام، سود کی جس لعنت کو جڑ سے اکھاڑنا چاہتا تھا آج مسلمانوں میں اسی کی ترویج کے لئے "اسلام" اور "مسلم مفاد" کا نام لیا جا رہا ہے —— علیٰ ہذا شراب اور دوسری بھی قسم کی محرمات کے ٹھیکے اور نیلام ہوتے ہیں اگر بدقسمتی سے کوئی مسلمان افسر نیلام کرنیوالا ہے تو ایک "مسلمان" صاحب اُس کے پاس پہنچتے ہیں اور بلا ادنیٰ شرم محسوس کئے کہتے ہیں کہ دیکھئے میں مسلمان ہوں، آپ کا بھائی ہوں، براہ کرم اس نیلام کو میرے ہی نام ختم کر دیجئے آپکا اسمیں کوئی حرج نہیں ہوتا کہ آپکے ایک مسلمان بھائی کا فائدہ ہو جائیگا، گویا شراب وغیرہ کے ٹھیکے کے لیے بھی اسلام ہی کو سفارشی بنایا جاتا ہے۔

پھر ان سب مثالوں سے زیادہ افسوسناک یہ ہے کہ "اسلام" اور "مسلم قوم" کا نام لیکر کوئی تحریک کھڑی کی جاتی ہے لیکن "عمل" اور "راہِ عمل" میں اسلامی اصول و احکام کی کوئی پروا نہیں کی جاتی بلکہ بسا اوقات وہ راستہ اور وہ طرزِ عمل

اختیار کر لیا جاتا ہے جسمیں اسلامی تعلیمات اور دینی احکام سے براہ راست بغاوت ہوتی ہے مگر اس کے لئے دعوت پھر بھی "اسلام" اور "مسلم مفاد" کا نام ہی لیکر دیجاتی ہے — گویا اسلامی اصولوں کی صریح مخالفت اور اسلامی احکام و تعلیمات کو پامال کرکے ہی "اسلام کی خدمت" اور "مسلم قوم" کی فلاح و بہبود کے لئے جد و جہد کی جاتی ہے — اور اگر بالفرض یہ غلط رو گروہ اور اسلام کا نام لے کر اسلامی اصولوں کے خلاف چلنے والی یہ گمراہ جماعت کسی غیر مسلم قوم بالخصوص ہندوؤں کو گالیاں دینا، ان کے خلاف اشتعال انگیز باتیں کہنا اور لکھنا ہی اپنا شعار بنالے تو پھر تو اُس کے "علمبردار اسلام" اور "خادم دین و ملت" ہونے میں شبہہ کرنیوالا ہی یہاں "کشتنی اور گردن زدنی" سمجھا جاتا ہے — گویا کہ آج کل ہندوستان میں اسلام کوئی متعین اور مثبت حقیقت نہیں ہے، اور نہ اُس کے کچھ اصول ہیں، بلکہ وہ نام ہے پس اُس "عصبیت جاہلیہ" کا جو ایک جاہل قوم کو دوسری قوم کے مقابلہ میں ہوتی ہے"

افسوس یہ حال ہے آج اس امت کا جو دنیا کو اس جاہلیت کی تاریکی سے نکالنے ہی کے لئے مامور بلکہ مبعوث ہوئی تھی۔ (کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر)

پس اگر خدا نخواستہ آپ بھی اس غلطی میں مبتلا ہیں اور "اسلام" و "مسلم قوم" کا تصور آپکے نزدیک بھی یہی ہے اور اس بنا پر "اسلامی خدمت" اور "مسلم مفاد" کو آپ بھی اسلامی احکام و قوانین سے آزاد سمجھتے ہیں تو مجھے آپ سے اس کے سوا کچھ کہنا نہیں کہ آپ اسلام اور مقتضیات اسلام سے قطعاً ناواقف ہیں اور آپکو چاہیئے کہ جس اسلام کی پیروی اور جسکی خدمت و ہمدردی کے آپ مدعی ہیں پہلے اسکا صحیح علم حاصل کریں — اسلام اللہ کا سچا دین ہے ایک مستقل ضابطۂ حیات ہے، اس کے اصول متعین ہیں اور وہ اُس "خدمت" اور اُس "ہمدردی" سے قطعاً مستغنی بلکہ سخت بیزار ہے جو باطل طریقوں سے ہو، اور جسکی وجہ سے باطل کو فروغ ہو، اسلام ہر باطل کا دشمن ہے خواہ وہ ہندویت ہو، خواہ عیسائیت، اور خواہ کسی اور نام کی بدمذہبیت۔ اور مسلمان کیلئے اسکی تعلیم یہ ہے کہ وہ حق کے ساتھ اور ہر باطل سے کنارہ کش رہے وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ — الغرض آجکل کے رائج شدہ "مسلم قوم" کے جاہلی تصور میں اگر آپ گرفتار ہیں تو اسکو پہلے دماغ سے نکالدیجئے اور یقین کیجیے کہ "اسلامی خدمت" صرف وہی ہے جس سے اسلامی اصول پامال نہ ہوں، اور جو ان اصولوں ہی کے بلند کرنے کے لیے ہو، اور جو "حرکت و عمل" اس رُخ پر نہ ہو وہ اُس نماز کی طرح ہے جو قبلہ سے منہ موڑ کے پڑھی جائے، پس جس طرح ایسی نماز وبال اور خدا سے مذاق کرنا ہے، اسیطرح اسلام کے نام پر ایسی تحریکوں کی حمایت کرنا جو اسلام کیخلاف جانیوالی ہوں، اپنے نفس پر ظلم اور اسلام سے دل لگی ہے، جس کا انجام دنیا میں خسران اور آخرت میں حرمان ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَہٗ وَالْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَہٗ

میں یہاں "خاکسار تحریک" کے متعلق جو کچھ لکھنا چاہتا ہوں اُسکی حیثیت "شہادت" کی ہے، اور شہادت بھی ایک جماعت اور ایک تحریک سے متعلق جس کی ذمہ داری شخصی گواہیوں سے یقیناً زیادہ ہے۔

ادائے شہادت کے متعلق اسلام کا جو قانون، اور قرآن پاک کی جو سخت ہدایات ہیں۔ الحمدللہ میرا دل اُن سے غافل نہیں ہے۔ بالخصوص حق جل جلالہ کا یہ ارشاد کہ۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	اے مسلمانو! اللہ کیلئے سچائی اور انصاف
کُوْنُوْا قَوّٰامِیْنَ لِلّٰہِ	کیساتھ شہادت دینے کے لئے کمربستہ ہو جاؤ، او
شُھَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا	کسی جماعت کی عداوت و مخالفت سے متاثر ہو کر
یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ	ہرگز عدل و انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑ و
عَلٰٓی اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا	بلکہ ہر حال میں عدل پر قائم رہو۔ خدا ترسی کی
ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی ۔ وَاتَّقُوا	بات یہی ہے۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ
اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ	تعالیٰ تمہارے تمام (ظاہر و مخفی) اعمال سے
(مائدہ)	پوری طرح خبردار ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی یہ تہدید۔ کہ:۔

اَیُّھَا النَّاسُ عُدِلَتْ شَھَادَةُ	اے لوگو!
الزُّوْرِ اِشْرَاکًا بِاللّٰہِ ۔ الحدیث	جھوٹی گواہی شرک کے برابر کر دی
(ابوداؤد و ترمذی)	گئی ہے۔

خاص طور پر میرے پیش نظر ہیں۔ اور میں خدا سے پناہ چاہتا ہوں کہ اس ادائے شہادت میں مجھ سے کوئی تقصیر ہو۔

اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ حُجَّتِیْ وَسَدِّدْ لِسَانِیْ وَاھْدِ قَلْبِیْ وَاسْلُلْ سَخِیْمَةَ صَدْرِیْ

خاکسار تحریک کا آغاز اور اسکا پس منظر!

علّامہ عنایت اللہ خان المشرقی" نے اب سے قریباً ۷ برس پہلے سنہ ۱۹۳۳ء میں اس تحریک کو شروع کیا تھا وہی اس کے بانی ہیں اور آج کی تاریخ تک وہی اس کے "مختار مطلق امیر" اور لاشریک قائد ہیں۔ اس لئے تحریک کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ علامہ موصوف کی ذات اور ان کے حالات وخیالات سے بھی فی الجملہ واقفیت حاصل کی جائے۔

علامہ مشرقی اور ان کے عزائم وخیالات

علامہ صاحب آج کل کی اصطلاح میں ایک اعلےٰ درجہ کے تعلیمیافتہ شخص ہیں، پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد قریباً پانچ برس آپ کیمبرج یونیورسٹی (انگلستان) میں بھی رہے ہیں اور وہاں آپ نے چند مختلف علوم وفنون میں اعلےٰ امتحانات پاس کئے ہیں "السنہ شرقیہ" (عربی فارسی) کی تعلیم بھی آپ نے وہیں حاصل کی ہے اور غالباً یہی وجہ ہے کہ اسلام اور قرآن کے مطالعہ میں بھی آپکا زاویۂ نظر سراسر "مغربی" ہے اور جو شخص آپ کی تصانیف بالخصوص اُن کی مایۂ ناز تصنیف "تذکرہ" کو دیکھے گا وہ محسوس کرے گا کہ وہ کسی مسلمان کی نہیں — بلکہ کسی غیر مسلم یوروپین مستشرق کی تصنیف دیکھ رہا ہے جو روحِ اسلام سے قطعاً نابلد ہے مگر اس کے باوجود وہ اپنے کو اسلام اور اسلامیات کا سب سے بڑا ماہر سمجھ رہا ہے۔

بہرحال ہمارے نزدیک علامہ کی ذہنی تربیت میں زیادہ حصہ اُن کے یورپین اساتذہ کا ہے اور یہ تربیت اُن کے رگ و ریشہ میں اس طرح پیوست ہوگئی ہے کہ وہ اب دیکھتے ہیں تو صرف یوروپین آنکھ سے سوچتے ہیں تو صرف یوروپین دماغ سے، اور کچھ سمجھتے ہیں تو صرف یوروپین عقل و ذہن سے، وہ اگرچہ اپنے کو کہتے اور لکھتے "مشرقی" ہیں لیکن ان کا دل و دماغ قطعاً "مغربی" ہے اور مغربی افکار ونظریات ہی ان کے نزدیک معیارِ حق وصداقت ہیں۔

اگر خالص نیک گمانی سے کام لیا جائے اور علامہ صاحب کی دعوت اور ان کی کھڑی کی ہوئی خاکسار تحریک کو کسی پُر اسرار سازش کا نتیجہ نہ سمجھا جائے (جیسا کہ اُن کے بہت سے مخالفین کا دعویٰ ہے) بلکہ ظاہری واقعات ہی کے تسلسل پر ایک گہری نظر ڈالی جائے تو بلا کسی پیچیدگی کے ہمارا ذہن اس طرح راستہ

طے کرنا ہے — کہ

یورپ کے طویل قیام کے زمانہ میں ایک طرف تو علامہ نے اہل یورپ کے عروج اور ان کی خیرہ کن مادی ترقیات کو دیکھا اور دوسری طرف "مسلمانوں" کے انتہائی تنزل اور ان کی بے پناہ پستی و زبوں حالی پر ان کی نظر پڑی اس المناک مشاہدہ سے ان کی حساس طبیعت بہت زیادہ متاثر ہوئی اور ایک نسلی و جدی مسلمان ہونے کی حیثیت سے مسلمانوں کو بھی بلند دیکھنے کی آرزو ان کے دل میں پیدا ہوئی اور اس کے لئے یورپ کے قدم بہ قدم پیروی کے سوا ان کے نزدیک کوئی نسخہ نہ تھا۔ ادھر یورپ زدگی اور فلسفہ مغرب سے مرعوبیت نے ان کے اس وسوسہ کو یقین کی حد تک پہنچا دیا تھا کہ انسانیت کا نصب العین "تمکن فی الارض" اور غلبہ و قوت ہے وہی انسان کی فلاح و خسران کا واحد معیار ہے جو زمین پر حکمران ہے اور غلبہ و علو دنیا میں جس کو بھی حاصل ہے بس وہی خدا کی مرضی کے مطابق چلنے والا اور حق پرست ہے بالفاظ دیگر "غلبہ ہی حق ہے" اور "حق ہی غلبہ" ہے اس خالص مادہ پرستانہ منطق کے ذریعہ وہ بہت مختصر راستہ سے اس نتیجہ پر پہنچ گئے کہ "حق" اور "منشاء الٰہی" وہی ہے جس پر یورپ کی اقوام غالبہ عامل ہیں — پھر اسی تخیل کی "روشنی" میں انھوں نے قرآن پاک کا "مطالعہ" کیا اور اس مطالعہ میں انھوں نے صرف احادیث نبوی یا اسلامی آثار و روایات اور سلف امت کے علوم ہی سے صرف نظر نہیں کیا بلکہ عربی لغت اور قواعد عربیت کو بھی پس پشت ڈال کر صرف اپنی یورپین سمجھ اور مغربی تخیل ہی کو شمع راہ بنایا نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن پاک بھی از اول تا آخر آپ کو انہی افکار و خیالات کا مجموعہ نظر آیا اور ان کو قطعاً" محسوس نہ ہوا کہ میں جن تجلیات کو قرآن کے آئینہ میں دیکھ رہا ہوں یہ فی الحقیقت میرے ہی دماغ کے نقوش اور میرے ہی "صور ذہنیہ" ہیں — آخر کار ان "بخارات" اور "وساوس" نے ان پر پورا قبضہ کر لیا اور ان کو یقین ہو گیا کہ دور حاضر کے مسلمان جس اسلام کے پیچھے لگے ہوئے ہیں وہ غلط ہے — اسی کا نتیجہ ان کی موجودہ ذلت و نکبت ہے اور صحیح دین و مذہب اور اصلی اسلام وہ ہے جس پر اہل یورپ عامل ہیں وہی "صراط مستقیم" اور "منشاء الٰہی" ہے وہی "ہدی" اور "دین حق" ہے اور ان کی موجودہ "ترقیات" اور "حکومت ارضی" "خدا کی طرف سے ان کی "نیک روی" ان کے "صادق ایمان" اور "اعمال صالحہ" ہی کا انعام ہے، خدا ان سے راضی ہے اور وہ خدا کے محبوب ہیں۔ یہ قرآن نے بھی دنیا کو "اسی اسلام" کی دعوت دی تھی اور اپنے اپنے وقت میں تمام اگلے انبیا بھی یہی دین لے کر آئے تھے اور قرن اول کے مسلمان اسی پر عامل تھے اسی واسطے وہ دنیا پر غالب اور دنیا کے حاکم ہو گئے تھے یہی تھے وہ عجیب و غریب اور نرالے خیالات جن کو علامہ صاحب نے "نبأ عظیم" اور "حقیقت کبریٰ"

سمجھا اور سب سے پہلے ۱۹۲۴ء میں اپنی کتاب "تذکرہ" میں پورے بسط و تفصیل بلکہ فضول در فضول اطناب و تکرار کے ساتھ قلمبند کر کے دنیائے اسلام کے سامنے پیش کیا۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر علامہ صاحب کے ان خیالات کو خود انہی کے الفاظ میں ناظرین کے سامنے پیش کر دیا جائے ـــ اگرچہ یہ داستان طویل ہے مگر ناظرین سے ہماری درخواست ہے کہ وہ صبر کے ساتھ علامہ صاحب" کے ان نظریات کو ملاحظہ فرمائیں اور کامل غور و فکر کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں یہاں ہم ان طول طویل اقتباسات کے نقل کرنے پر اس لئے مجبور ہیں کہ "خاکسار تحریک" اور علامہ صاحب کے ان خیالات میں گہرا ربط ہے اور ان سے واقف ہونے کے بعد ہی تحریک کے پس منظر اور اس کے عواقب کو ٹھیک طور سے سمجھا جا سکتا ہے۔

علامہ مشرقی کے نزدیک "اسلام" صرف غالب بن کر رہنے اور اس کے لئے جد و جہد کرنے کا نام ہے

دنیا میں جو غالب اور حاکم ہے وہی مسلمان ہے اور جو مغلوب و محکوم ہے وہی کافر و مشرک ہے۔

(۱) علامہ صاحب نے تذکرہ کے عربی افتتاحیہ میں اپنے اس نظریہ کو بہت تفصیل بلکہ طبیعت کو اکتا دینے والے اطناب کے ساتھ پیش کیا ہے اس کے آخر میں خلاصہ کلام اور حاصل پیغام کے طور پر لکھتے ہیں

افلم تومنوا من بعد ما بینت لکم ههنا بان الاسلام هو النظم والنسق والجد والجهد والسعی والعمل والقوة والاتحاد والغلبة والامن والاستبقاء من الله بل هو فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة ٥ وانما هو هذه بل کله هذه لاشیٔ من دون ذالك ولا ما يهجر به علماء کم الجاهلون"	کیا میری اس تبیین و توضیح کے بعد بھی تم اس پر ایمان نہیں لاؤ گے کہ "اسلام" "بس نظم و نسق" اور جد و جہد اور سعی و عمل اور قوت و اتحاد و غلبہ و امن اور طلب بقا من اللہ کا نام ہے' بلکہ وہی دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے۔ اور بیشک اسلام بس یہی اور بالکل یہی ہے۔ اور اس کے سوا کچھ نہیں ـــ اور وہ وہ نہیں جو تمھارے جاہل علماء بکتے ہیں۔

اس کے بعد علامہ صاحب نے اپنے اس نظریہ کے ثبوت میں دکھلایا ہے کہ اسلام کے مشہور اصول واحکام کا مقصد ومنشا بھی یہی نظم ونسق اور غلبہ واتحاد تھا مثلاً توحید کا مقصد یہ تھا کہ اس کے ذریعہ قوم میں یگانگت اور یکجہتی کی وحدت پیدا ہو، اور مثلاً نماز کا منشا یہ تھا کہ اس کے ذریعہ قوم منظم ہو اور روزے کا حکم اس واسطے تھا کہ صبر ومشقت کی عادت پڑے اور زکوٰۃ اس لئے تھی کہ قوم میں زور اور قوت پیدا ہو جس کے ذریعہ سے غلبہ حاصل کیا جا سکے، اور علیٰ ہذا حج کا منشا یہ تھا کہ اس سے قوم میں ربط وتعلق پیدا ہو[5]۔

بہرحال اسلام ان کے نزدیک غالب بن کر رہنے اور اس کے لئے جدوجہد کرنے ہی کا نام ہے۔ یہی ان کے خیال میں اصل اسلام اور منتہائے ایمان ہے اور تمام اصول واحکام اسلام کا مقصد ومنشا بھی یہی ہے اپنے اسی نظریہ کے مطابق دیباچہ تذکرہ اردو صفحہ ۱۷ پر وہ فرماتے ہیں۔

جہاں فتح وظفر کا پرچم لہرا رہا ہے جہاں ایک قوم کو دوسرے گروہ پر غلبہ حاصل ہو رہا ہے جہاں ایک طرف عجز اور بے بسی اور دوسری طرف قوت واستیلا قائم ہے وہیں ایک قوم انبیا کے خدا کے ہاں سے لائے ہوئے مشترک قانون کی صحیح معنے میں مومن ہے ...۔

خدا کے قانون کی پہلی اور آخری دفعہ یہی ہے کہ ایمان بہر نوع فتح ونصرت کے مترادف ہے اور کفر بہرحال شکست اور زوال کے ہم معنیٰ ہے۔

پھر اسی دیباچہ کے صفحہ ۱۰۹ پر لکھتے ہیں۔

الغرض جہاں کسی قوم میں قوت وزور ہے، امن اور قیام ہے، موت اور ہلاکت میں بہت کچھ ڈھیل ہے، وہیں توحید باقی ہے، وہیں صحیح معنوں میں میری عبادت ہو رہی ہے میرے قانون پر سچا عمل ہے۔ میرے آئین کا صحیح علم ہے میری منشا کی سچی درک ہے میری صحیح معرفت ہے، وہیں صراط مستقیم ہے، وہیں اسلام ہے، وہیں محمد پر سچا ایمان ہے (...) اس کے لائے ہوئے قرآن پر ایمان ہے، انبیاء کی لائی ہوئی الکتاب پر ایمان ہے ... جہاں کوئی قوم مغضوب علیہ ہو رہی ہے۔ اس پر میرا دردناک عذاب نازل ہو رہا ہے

---

[5] علامہ صاحب کے اصل الفاظ جن کا یہ خلاصہ پیش کیا گیا ہے یہ ہیں
وان ھو الا ان تومنوا بالتوحید لتوحدوا انفسکم وتصلوا لتنتظموا امتکم وتصوموا لتنصبروا وتقصدوا وتحجوا التزابطوا وتحالفوا وتنفقوا لتنفقوا قومکم وتعاضدوا بینکم غالبین۔ بنابریں اقتباسات اور جگہ بھی علامہ صاحب نے اس مضمون کو زیادہ بسط اور تفصیل سے لکھا ہے

اس کے ملک یک بہ یک چھینے جارہے ہیں۔ اس پہ میرے غیظ و غضب کا تنور جوش مار رہا ہے، وہیں عبادت شیطان جاری ہے۔ وہیں توحید قطعاً نہیں، وہیں انعمت علیہم کا صراط گم ہو چکا ہے۔ کان اکثرھم مشرکین (روم) کے مصداق بن چکے ہیں۔ وہیں شرک قطعاً ہے، کفر قطعاً ہے، مجھ سے انکار قطعاً ہے، محمد سے انکار قطعاً ہے۔"

پھر اسی سلسلہ میں ص۱۱۲ پر لکھتے ہیں۔

کفر اور توحید کا صحیح معیار اس دنیا کے اندر تحمّا یہی ہے کہ موحد اور مومن قوم ہر نوع غالب ہے، ہر حال ترقی کر رہی ہے اس کی دولت اور حکومت، عزت اور اقتدار سب کچھ بڑھ رہے ہیں، جماعت کی کثرت ہو رہی ہے جنات اور انہار مل رہے ہیں، نئی قوموں پر حکومت مل رہی ہے، الغرض وہ منعم لم یزل اس سے بحیثیت مجموعی راضی ہے، وہ بھی خدا سے راضی ہیں،

پھر اسی کے ص۱۳۵ پر فرماتے ہیں۔

"مومن وہی (قوم) ہے جس نے سب کو پچھاڑ دیا، کافر وہی ہے جو سب سے پچھڑ گئی"۔

اور اصل کتاب "تذکرہ" ص۱۸۲ پر اسی نظریہ کو ان زوردار الفاظ میں ظاہر فرمایا ہے۔

"اسلام کا اس دنیا میں منتہائے وحید اعلون اور غالب بن کر رہنا ہے اور اسی واحد غرض و مطلب کے لئے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بھیجے گئے تھے۔ قرآن کے طول و عرض میں رسول کے بھیجنے کی اس کے سوا کوئی اور غرض کہیں نہیں بتلائی گئی"۔

یہیں سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ "علامہ" صاحب کے نزدیک اور آپ کے خیال کے مطابق رسول اللہ صلعم کی نبوت (بلکہ دوسرے تمام انبیا کی بعثت کا مقصد وحید بھی "بس غالب" ہو کر رہنا تھا۔ علامہ صاحب کا خیال ہے کہ وہ سب اسی اور صرف اسی واسطے آئے تھے کہ اپنی اپنی قوموں کو حکومت و بادشاہت اور حصول غلبہ کی راہ پر لگادیں اور دنیا میں انھوں نے یہی کیا۔ اور اسی کے لئے ساری جد و جہد کی۔ چنانچہ دیباچہ اردو ص۲۶ میں فرماتے ہیں۔

"بلا استثنار سب انبیا اپنی اپنی جماعت کو چمن حیات میں قوت اور امن کی راہ پر لگا گئے، ان کو تعر عزل و جمود سے نکال کر اوج سعی و امن پر بلا واسطہ مشرف کر گئے۔ یہی انکے آنے کی واحد غرض تھی، اور اسی مطلب کے حاصل کرنے کے لئے ان کا بے مثال سعی و عمل تھا"۔

پھر حاشیہ میں اس عبارت کے لفظ "واحد غرض" پر یہ نوٹ بھی لکھا ہے۔

اس کتاب (تذکرہ) کا اہم مطمح نظر در اصل اسی امر کو پایۂ ثبوت تک پہنچانا اور بتدریج تمام نبوت کی صحیح غرض و غایت کو منکشف کرنا ہے۔ اس دیباچہ کے صـ۶۶ الخ پر اس مضمون کو پھر دہرایا گیا ہے اور اس کی قرآنی شہادت ایک حد تک پیش کی ہے لیکن مکمل شہادت اصل کتاب میں جا بجا ملے گی۔ اگر انبیاء کرام کے مبعوث ہونے کا پیش نہاد اپنی اپنی قوموں کو قانون خدا سے آگاہ کر کے قوت اور امن کی راہ دکھانا نہیں تھا تو میرے نزدیک دراصل وہ کوئی پیغام نہیں لائے اور نہ ان کے پاس فی الحقیقت کوئی علم تھا" حاشیہ صـ۲۶

حاشیہ کی اس عبارت میں صـ۶۶ کی جس عبارت کا حوالہ دیا گیا ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیے، لکھتے ہیں

جو بات میری دانست میں مسلّم ہے یہ ہے کہ سب انبیاء کرام بلا استثنا راعدی اپنی اپنی امت کو اس زمین پر امن دینے آئے تھے اِنِّی لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ کا پیام لائے تھے منصور او رغالب کرنے آئے تھے[1]

---

[1] علامہ صاحب کے پاس اس مدعا کے لئے بڑی دلیل انبیاء علیہم السلام کی دعوت کے یہی قرآنی الفاظ "انی لکم رسول امین" ہیں ان کے نزدیک "امین" کے معنے۔ امن دینے والے کے ہیں۔ حالانکہ عربی زبان و لغت سے ہر واقفیت رکھنے والا سمجھ سکتا ہے کہ یہ کس قدر جاہلانہ دعوےٰ ہے محاورات عرب سے کہیں بھی "امین" کے یہ معنی ثابت نہیں اور نہ قواعد عربیت کی رو سے اس کے یہ معنی ہو سکتے ہیں بلکہ اس کے معنی "مامون" قابل اعتماد اور امانت دار" کے ہیں۔ لیکن علامہ صاحب کو کوئی کس اصول سے منوا سکتا ہے وہ تو قرآن سمجھنے کے لئے لغت عرب سے واقفیت کی ضرورت کے بھی قائل ہی نہیں (ملاحظہ ہو دیباچہ تذکرہ اردو صـ۳۶ و ۴۷) بہر حال یہ تو حال ہے علامہ صاحب کی قرآن دانی کا اور اس پر ادعا یہ ہے کہ مجھ سے پہلے تمام مفسرین نے "قرآن" کو غلط سمجھا اور (معاذ اللہ) اس میں تحریفیں کیں چنانچہ اسی صفحہ ۶۶ کے حاشیہ میں مندرجہ بالا عبارت پر یہی نوٹ لکھتے ہیں۔

"اس آیت شریفہ (انی لکم رسول امین) کے صحیح مفہوم کے متعلق شارحین قرآن نے حیرت انگیز غلطی کی ہے اور "امین" سے مراد "امانت کا پیغمبر" لے کر کہا ہے کہ انبیاء کرام نے اپنی اپنی قوم کو یہی کہا کہ میں تمہارے واسطے ایک امانت خدا کے ہاں سے لایا ہوں ... مجھے یقین ہو چکا ہے کہ امین کے لفظ سے الٰہی مراد "امن دینے والے پیغمبر" کی تھی اور پیغام یہ تھا کہ اے لوگو میں تمہیں اس دنیا کے اندر امن دینے کے لئے آیا ہوں، تمہاری کمزور اور شکستہ حالت کو قوت سے بدلنے کے لئے آیا ہوں"

علامہ صاحب نے اپنے اس دعوے کے ثبوت میں ذکر "امین" کے معنے "امانت دار" نہیں بلکہ امن "دینے والے" کے ہیں جو نہایت قابل التفات محض لغو اور جہل آمیز باتوں کے علاوہ ایک بات یہ بھی کہی ہے کہ

"امین کی الٰہی اصطلاح ان معنوں میں کئی جگہ قرآن میں استعمال ہوئی ہے مثلاً اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ مَقَامٍ اَمِیْنٍ (دخان)

ہم پورے دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ تمام قرآن میں از اول تا آخر کسی ایک جگہ بھی "امین" امن دینے والے کے معنی میں نہیں آیا اور نہ عربی زبان میں اس لفظ کے یہ معنی ہیں اور سورۂ دخان کی جو آیت اس موقع پر علامہ صاحب نے پیش کی ہے اس میں بھی "امین" کے معنی ہرگز امن دینے والے کے نہیں ہیں۔ بلکہ "مامون" کے ہیں اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ "متقی لوگ ایک پُر امن اور محفوظ مقام میں ہوں گے جہاں کوئی تکلیف نہ ہوگی اور نہ کوئی خطرہ ہوگا۔" حضرات اہل علم اس سے قرآن کے بارہ میں علامہ صاحب کے جہل مرکب کا اندازہ فرمائیں ۱۲

پھر اسی بحث میں صفحہ پر کر فرماتے ہیں۔

الغرض وراثت زمین اور تمکن فی الارض کا اہم نصب العین نشاء آفرینش سے اسلاف انبیاء کے پیش نظر بلاشرکت غیرے رہا وہ تمام عمر اسی بات کے درپے رہے کہ اپنی امتوں کو اُس لازوال قانون اُس اٹل آئین عمل اُس امر رب العلمین اُس "العلم" سے آگاہ کر کے عمل پیرا کردیں جس کا نتیجہ اجتماعی بقا ہے۔ دوام فی الارض ہے، بادشاہت اور غلبہ ہے۔ یہی ان کا لایا ہوا دین تھا"

پھر اگلے صفحہ پر خاص طور سے پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق لکھتے ہیں۔

"اسلاف انبیاء سے قطع نظر خود نبی آخر الزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واحد مطمح نظر روئے زمین پر غلبہ حاصل کرنا اور امت عرب کو بقا و دوام کے معراج پر پہنچانا تھا یہی اُن کے مبعوث ہونے کی واحد اور صحیح غرض تھی (ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون (صف) نہیں بلکہ اسی غالب ہوکر رہنے کے علم کو حاصل کر کے اس پر عامل ہوجانا عین اسلام اور عین دین بلکہ تمام اسلام اور تمام مذہب تھا"

پھر قریباً ڈیڑھ صفحہ میں اسی کی مزید تفصیل و تشریح کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

الغرض (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) جس رنگ میں آسمانی پیغام دیا اس کا منتہائے جلیل یہی اجتماعی تمکن اور وراثت زمین ہی رہا، قرون اولیٰ کی اسلامی زندگی کے تمام عملی ماحول کو پیش نظر رکھ کر دقیقہ رس اور حقیقت شناس شخص کے لئے آج بھی اس امر کا اعتراف کچھ متعذر نہیں کہ عہد رسالت میں اور اس کے کئی برس بعد تک ہر مسلمان کی زندگی اسی واحد نصب العین کے لئے وقف رہی، ہر فرد اسی الاعلون بن کر رہنے کو عین اسلام بلکہ تمام ایمان سمجھتا رہا" دیباچہ تذکرہ اردو ص۲۳

مچھر کا سبق آموز اور قابل تقلید ایمان

علامہ صاحب کے نزدیک چونکہ غالب بن کر رہنے" اور دوسرے کو پچھاڑ دینے کا نام ہی اسلام و ایمان ہے اسلئے ہر وہ مخلوق اُن کے نزدیک عند اللہ مومن ہے جسمیں "نیش زنی" کی خصلت ہو حتیٰ کہ مچھر اُن کے خیال میں اللہ کے نزدیک بڑا پکا اور راسخ مومن ہے کیونکہ وہ خواہ مخواہ انسان کو ستاتا اور اس کو گزند پہنچاتا ہے چنانچہ علامہ صاحب "منشاء الٰہی" کی ترجمانی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی فرماتے ہیں:۔

پھر کا نیش مار کر اپنے کو "اُعلون" ثابت کرنا میری ہی بنائی ہوئی نظرت ہے مجھے اس بالایمان وجود کی مثال بیان کرتے ہوئے کچھ شرم نہیں آتی کیونکہ وہ بہر نوع مومن ہے اور اپنی ذراسی بساط کے مطابق "اُعلون" رہنے کی سعی کرتا ہے"۔ (دیباچہ تذکرہ صفحہ ۲)

..یورپ کی غالب اور حکمران قومیں ہی مومن اور مسلم ہیں

اور اسی نظریہ کی بنا پر کہ غلبہ وقوت اور اس کے لیے جدوجہد اور سعی وعمل ہی کا نام اسلام ہے اور وہی منتہائے ایمان اور اصل دین ہے علامہ صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ یورپ کی موجودہ "ترقی یافتہ" اور حکمران قومیں مومن اور مسلم ہیں بلکہ فی زمانا صرف انہی میں "صحیح ایمان اور اصلی اسلام" پایا جاتا ہے اور اس لئے نجات وفلاح بس انہی کے لئے ہے، خدا ان سے راضی ہے اور وہ خدا کے محبوب ہیں۔

اس مضمون کو علامہ صاحب نے "تذکرہ" میں اس قدر تکرار سے اور بار بار لکھا ہے کہ اگر ہم اُن تمام مقامات کو بالاستیعاب نقل کریں تو ایک مستقل کتاب صرف اُن اقتباسات کی تیار ہو سکتی ہے اس لیے ہم صرف چند ہی عبارات یہاں پیش کرتے ہیں، ناظرین کرام اُس کو محض "مشتے نمونہ از خروارے" تصور فرمائیں، تذکرہ کے عربی افتتاحیہ میں اہل یورپ کے "کارناموں" ان کی نظر وفکر اُن کی تحقیقات واکتشافات ان کی ایجادات اور ترقیات اور ان پر خدا کے انعامات کا ذکر کرنے کے ساتھ ان کے بارہ میں علامہ صاحب نے جو رائے ظاہر کی ہے وہ حسب ذیل ہے۔

عبادہ اولو باس فضل اللہ بعضھم علے بعض درجت یرثون الارض علے سلطٍن منہ لانھم احسنوا فی ھذہ الدنیا واصلحوا واتقوا واسلموا وجوھھم لہ ولم یتخذوا اربابًا من دونہ ولم یعبدوا الا اللہ ولم یسجدوا لاحدٍ غیرہ ولم یتخذوا اھواءھم واولیاءھم اٰلھۃ"..... وجاھدوا باموالھم وانفسھم ولم یولّوا ادبارھم حین الباس ولم یجرفوا

وہ اللہ کے جنگ کرنے والے بندے ہیں خدا نے ان میں سے بعض کو بعض پر فوقیت دی ہے، اور اسی کے حکم سے وہ زمین کے وارث ہیں کیونکہ انھوں نے اس دنیا میں اچھے کام کیئے ہیں اور اصلاح کی ہے اور تقویٰ اختیار کیا ہے اور انھوں نے اپنی ذوات کو خدا کے تابع فرمان کر دیا ہے اور سوائے خدا کے انھوں نے کوئی اور رب نہیں بنایا، اور بجز خدا کے کسی اور کی عبادت نہیں کی نہ کسی اور کو سجدہ کیا، اور نہ انھوں نے اپنی خواہشات اور اپنے متعلقین یا مددگاروں کو اپنا معبود بنایا . . . . اور انھوں نے اپنے جان و مال سے جہاد کیا اور جنگ کے وقت انھوں نے

عن القتال وهاجروا من ملك الى ملك
لتقوية سلطنتهم واجراء حكمهم في
الدنيا... وتفكروا في خلق السموات
والارض حتى امكانهم وساحوا في الارض
ومشوا في مناكبها حد سعيهم (وكل
هذا امرنا الله في القرآن' حاشية منه)
وقدروا الله حق قدره بدرس اعماله
وعرفوه حق معرفته بدرس فطرته....
وصاروا من الذين احسنوا واصلحوا
فادخلهم الله في الصالحين المحسنين
العابدين واورثهم الارض ومسكنكم
التي كنتم فيها امنين وقد كتب الله في الزبور
من بعد الذكر ان الارض يرثها عبادي
الصالحون ٥ ان في هذا لبلغًا لقوم عابدين
(٢١: ١٠٥-١٠٦) وقد قال لكم ان الارض
لله يورثها من يشاء من عباده والعاقبة
للمتقين (٧: ١٢٨) فتشوا ارض الله و
درسوا صحيفة الفطرة وعلموا قانونه
وطالعوا احوال مخلوقاتها وطلعوا على عاداتها
وخصائصها.... واستقرءوا اليروا
ملكوت السموات والارض' وليطلعوا
على عادته تعالى وسنته.....
وتخلقوا باخلاق الله — وبما

پیٹھ نہیں دکھائی اور لڑائی سے نہیں ہٹے' اور اپنی سلطنت
کی تقویت اور دنیا میں اپنا حکم جاری کرنے کے لئے انھوں نے
ایک ملک سے دوسرے ملک کو ہجرت کی.......
اور زمین و آسمان کی تخلیق میں انھوں نے بقدر امکان خوب غور و
خوض کیا اور جہاں تک ہوسکا وہ زمین اور اس کے اطراف میں خوب چلے پھرے
اور انھوں نے دنیا کو چھان ڈالا اور یہ سب چیزیں وہ ہیں جن کا اللہ
تعالیٰ نے ہم کو قرآن میں حکم کیا ہے حاشیہ) اور اعمال خدا کا سبق حاصل
کر کے انھوں نے اللہ کی صحیح قدر جانی اور اس کی فطرت سے سبق لیکر
انھوں نے اللہ کی ایسی معرفت حاصل کی جیسا کہ اس کا حق ہے۔۔
اور (یہ اہل یورپ) اپنے ان کارناموں کی وجہ سے ان لوگوں میں سے
ہو گئے جنھوں نے اچھے کام کیئے اور اصلاح کی' پس اللہ تعالیٰ نے
اُن کو "صالحین" "محسنین" "عابدین" کی جماعت میں داخل کیا اور انکو
زمین کا وارث بنایا اور تمھاری وہ ملک بھی اُن کے حوالے کر دیئے'
جن میں تم امن سے رہتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے تو نصیحت کے بعد زبور
میں لکھدیا تھا کہ زمین کے وارث میری صالح بندے ہونگے' اسمیں عابد
قوم کے لئے ایک واضح پیغام اور بڑا سبق ہے' نیز قرآن عزیز میں یہ بھی
فرمایا ہے کہ زمین اللہ کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے
اُس کا وارث بنا دیتا ہے' اور اچھا نتیجہ متقیوں کے واسطے ہے" بس دیکھو کہ
ان اہل یورپ نے خدا کی زمین کو کھنگال ڈالا اور صحیفہ فطرت کو خوب پڑھا
اور اسکے قانون قدرت کا اچھی طرح علم حاصل کیا اور اسکی مخلوقات کے
احوال کا مطالعہ کیا' انکے عادات و خصوصیات کو دیکھا بھالا۔۔۔
اور سنۃ اللہ و فطرۃ اللہ کا علم حاصل کرنے کے لئے اور ملکوت السموات
والارض" دیکھنے کیلئے انھوں نے تمام زمین و آسمان کو چھان ڈالا۔۔ اور
اخلاق خداوندی اپنے اندر پیدا کیئے۔

صلح من عبادت مخلوقاته السفلية وميّزوا الخبيث من الطيّب وحصلوا الثقة عن الخطا بجدّ امكانهم واستعملوا سمعهم وبصرهم وفؤادهم ليطلبوا العلم من اعمال الله من دون الظن فعرفوا اعماله تعالیٰ ليعرفوا ربّهم وليعلموا ما يريد منهم من امرهم وما مشيته فيهم ولخصوا حقائق الفطرة وبينوا دقائق الاشياء ليستنبطوا منها ما يضنه الانسان، ثم استسلموا لها وصاروا من المفلحين، درسوا كتاب الله بل حجته البالغة الكاملة وكنتم عن دراسته لغافلين وقد قال الله لكم انّ في السموات والارض لأيات للمؤمنين (۴۵: ۳)

(عربی افتتاحیہ تذکرہ ص ۳۷-۳۸)

اور اللہ کی مخلوقات سفلیہ میں جو صالح عادات تھیں اُن کو اختیار کیا، پاک اور ناپاک یعنی اچھے بُرے میں تمیز کی، اور بقدر امکان خطا و ثواب کو ایک دوسرے سے علیحدہ کیا، اور ظنی باتوں کو چھوڑ کر اعمال خدا کا علم یقین حاصل کرنے کے واسطے انھوں نے اپنے کانوں، آنکھوں اور عقلوں کو استعمال کیا، پس انھوں نے اعمال خدا کی صحیح معرفت حاصل کی اور یہ سبب اس واسطے کیا کہ وہ اس طرح اپنے خدا کو پہچان سکیں اور ان کو معلوم ہو سکے کہ اللہ تعالیٰ اُن سے کیا چاہتا ہے اور اُن کے متعلق اس کا ارادہ اور اس کی مشیت کیا ہے، اور انسان کا فریضہ معلوم کرنے کے لئے انھوں نے فطرت کے حقائق کو نچوڑ ڈالا اور دقائق اشیاء کو کھول ڈالا ہے پھر وہ خدا کے اُس ارادہ و مشیت کے مطیع و منقاد ہوگئے اور اس کی وجہ سے وہ اہل فلاح ہوگئے، انھوں نے خدا کی کتاب فطرت کو پڑھا، اُسکی حجۃ بالغہ و کاملہ کا علم حاصل کیا، اور تم (اے مسلمان کہلانے والو) اس سبق سے غافل رہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ زمین و آسمان میں ایمان والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

اس کے بعد علامہ صاحب نے چند وہ آیات اور نقل کی ہیں جن میں ارشاد ہوا ہے کہ زمین اور آسمان اور اُن کے اندر کی کائنات میں اُن لوگوں کیلئے خدا کی قدرت کی بڑی نشانیاں ہیں جو مومن ہیں، جو تفکر کرتے ہیں، جو علم اور عقل صحیح رکھتے ہیں جو اذعان و یقین والے ہیں اور جن میں تقوے کی صفت موجود ہے "

پھر علامہ صاحب نے نتیجہ یہ نکالا ہے کہ چونکہ اہل یورپ نے کائنات کا علم خوب حاصل کیا ہے اور چونکہ حقائق طبیعہ کی دریافت میں انہوں نے بہت زیادہ کامیابی حاصل کی ہے لہٰذا وہی ان تمام آیات کے مصداق ہیں وہی "مومنین" ہیں وہی "متفکرین" ہیں، وہی "عالمین" اور "عاقلین" ہیں۔ وہی "موقنین" اور "متقین" ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ:۔

فلا يزال الحكماء الطبعيون من المغرب يطلعون على سرائر

یورپ کے یہ ماہرین طبیعات فلاسفر طبیعیات کے اسرار اور فطرت کے اطوار اور موالید ثلٰثہ (جمادات، نباتات، حیوانات)

الطبيعة وعوائد العادة و
احوال المواليد الثلاثة من الجماد
والنبات والحيوان ..... وطلبو
فيها آيات الله البالغة النافعة
التي تقدم ذكرها فصاروا بالحق
من عباد الله المومنين المتفكرين
العالمين العاقلين المرقنين المتقين"
(ایضاً صفحہ ۴۰)

کی حالات کو ہمیشہ معلوم کرتے رہتے ہیں ..... اور ان چیزوں
میں انہوں نے اللہ کی اُن زبردست اور نفع مند نشانیوں
کو تلاش کر لیا ہے جنکا آیاتِ مذکورۃ الصدر میں ذکر ہو چکا ہے
پس یورپ کے یہ سائنسدان فی الحقیقت اللہ کے اُن
بندوں میں سے ہو گئے جن کے اوصاف (آیاتِ مندرجہ
بالا میں) یہ وارد ہوئے ہیں کہ وہ "مومنون" ہیں "متفکرون"
ہیں "عالمون" ہیں "عاقلون" ہیں "موقنون" اور
"متقون" ہیں۔

اس کے بعد علامہ صاحب نے مسلمانوں اور خاص طور پر علماءِ اسلام پر اپنا غصہ اُتارا ہے اور لکھا ہے کہ تم لوگ اس اصل دین "اور منشاءِ الٰہی" سے غافل ہو گئے اور تم نے "اپنی شریعت" کے علم کو ذریعۂ نجات سمجھ لیا۔ اور اہلِ یورپ نے صحیفۂ فطرت کے مطالعہ سے اس منشاءِ الٰہی کو جان لیا، اور اس طور پر منشاءِ قرآن کو انہوں نے پورا کیا، اسی سلسلہ میں اُنکی ایجادات و مادی ترقیات کا ذکر کرتے ہوئے آیۂ کریمہ وَاَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ الآیہ نقل کر کے لکھتے ہیں۔

والمغربيون كلهم صدقوا
بهذه الآية بالعمل وآمنوا بها
ما استطاعوا وبدلوا خوفهم
امنا منها واطاعوا الله ورسوله
فصاروا من المفلحين في الدنيا
ولا شك انهم في الآخرة من
عباده المومنين (افتتاحیہ عربی صفحہ ۴۶)

اور تمام اہلِ یورپ نے اپنے عمل سے اس آیۃ کی
پوری پوری تصدیق کی ہے اور اپنی طاقت بھر
وہ اسپر ایمان لائے ہیں اور اپنے خوف کو انہوں نے
امن سے بدل دیا ہے اور اللہ و رسول کی انہوں
نے اطاعت کی ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ وہ دنیا میں فلاح پا گئے
ہیں اور اسمیں کوئی شک نہیں کہ آخرت میں بھی
وہ اسکے مومن بندوں میں ہوں گے۔

پھر چند سطر بعد لکھتے ہیں۔

فو الله ما جاهد قوم قط في
هذه الدنيا مثل ما جاهد
الغرب في زماننا هذا ولم يعرفوا

خدا کی قسم اس دُنیا میں کبھی کسی قوم نے ایسا جہاد
نہیں کیا جیسا کہ ہمارے زمانہ میں یورپ نے کیا
ہے اور کسی کو خدا کی ایسی معرفت حاصل نہیں

الله مثل ما عرفوه ولم يقدروه
مثل ما قدروه فكيف لا يؤدي
الله اجورهم ويوفيهم حق
عبادتهم في الدنيا ويتم
نعمته عليهم ان كانوا شاكرين
وكيف لا يستخلف في الارض الذين
آمنوا بالله بالحق وعملوا الصالحات
انه شكور حليم (ایضاً صفحہ ۴۶)

ہوئی جیسی ان کو ہوئی ہے اور کسی نے خدا کی
قدر ایسے نہ جانی جیسی انہوں نے جانی ہے پس کیوں اللہ
ان کو اجر نہ دے اور کیوں دنیا میں اُن کی عبادت
کا حق بھرپور نہ دے اور جب وہ خدا کے شاکر بندے
ہیں تو کیوں اُن پر اتمام نعمت نہ کرے اور بھلا کیوں
زمین کی خلافت اُن کو نہ بخشے جو ٹھیک طور سے اللہ
پر ایمان لائے اور جنہوں نے اعمال صالحہ کئے اللہ تو
شکور و حلیم ہے۔"

اس موقع پر علامہ صاحب نے حاشیہ پر لکھا ہے۔ الاشارۃ الی قولہ تعالیٰ وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم الآیہ (یعنی اس سے میرا اشارہ اس آیت کیطرف ہے جسمیں فرمایا گیا ہے کہ "تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور انہوں نے اعمال صالحہ کئے ہیں ان سے اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ ان کو ضرور زمین کی خلافت دیگا الخ")

گویا علامہ صاحب کے نزدیک اس آیت کے مصداق بھی اہل یورپ ہیں اور اُن کی یہ موجودہ حکومت اور اُن کا یہ غلبہ و تسلط دراصل خلافتِ الٰہیہ ہے جو انکے ایمانِ صحیح اور اعمال صالحہ کا نقد انعام ہے۔ (معاذ اللہ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ)

"اہل یوروپ زمین میں خدا کے "خلیفہ" ہیں" جو ملائکہ ہیں

مندرجہ صدر عبارت سے چند سطر بعد فرماتے ہیں۔

خلائف الارض حقاً فهم الذين
قال الملائكة لربهم فيهم حين
اراد الله ان يجعل في الارض خليفة
أتجعل فيها من يفسد فيها ويسفك
الدماء ونحن نسبح بحمدك ونقدس
لك (۲:۳۰) فاجاب لهم ربهم
ناظراً الى اعمالهم الآتية وشاهداً
على افكارهم البالغة اني اعلم

وہ حقیقی خلفاء ارض ہیں وہی وہ ہیں کہ جب خدا نے
انکو زمین میں خلیفہ بنانے کا ارادہ کیا تھا تو فرشتوں نے
اُن کے بارے میں کہا تھا کہ "کیا آپ زمین میں اُن کو
خلیفہ مقرر کریں گے جو فساد پھیلائیں گے اور خونریزی
کریں گے اور ہم تیری حمد و ثنا کے ساتھ تسبیح و
تقدیس کرتے رہتے ہیں" تو اللہ تعالیٰ ان اہل یورپ
کے آئندہ کارناموں اور انکی عالی فکری ترقیات پر نظر
کرتے ہوئے ان ملائکہ کو جواب دیا تھا کہ تم کو ان باتوں کا

مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (۲: ۳۰) فعلّمهم الاسماء اکثرها ومن حقائق الاشیاء معظمها واقدرهم علی استعمالها وملٰئکتہ یدخلون علیهم من کل باب سَلَامٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ (۳۹: ۷۳) فی هٰذه الارض واحسنتم اراکم اللہ فالبثوا فیها الی الحین۔ وهم الذین قال فیهم ربهم للملٰئکة و فی رجال مثلهم اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ o فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِکَةُ کُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ (۳۰: ۷۱-۷۲-۷۳) (ایضاً صفحہ ۴۷)

کا علم نہیں جو میرے علم میں ہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے ان اہل یورپ کو اکثر اسماء اور حقائق اشیاء کا علم عطا فرمادیا اور ان کو انکے استعمال کی قدرت دی۔ اور اللہ کے ملائکہ ان پر ہر دروازے سے "سلام علیکم طبتم" کہتے اور اُن کی نیک کرداری کا اعتراف اور اُن کے حق میں دعا کرتے داخل ہوتے ہیں اور یہی وہ ہیں جن کے متعلق اور انہی جیسے دوسرے لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا تھا کہ میں مٹی سے ایک انسان بنانے والا ہوں پس جب وہ میرے حکم سے تیار ہو جائے اور اس میں روح پھونکدی جائے تو تم اسکے لئے سر بسجود ہو جانا۔

پس سارے ملائکہ نے اس حکم کے مطابق سجدہ کیا۔

اس موقعہ پر یہ ظاہر نہ کرنا بے انصافی ہوگی کہ "علامہ صاحب" کے نزدیک ملائکہ کا وہ تصور نہیں ہے جو جمہور مسلمین کے نزدیک ہے کہ وہ اللہ کی ایک مستقل نورانی اور محترم مخلوق ہے۔ بلکہ ان کے نزدیک ملائکہ نام ہے بجلی اور اسٹیم جیسی کائناتی قوتوں کا اور وہی ان کے نزدیک خدا کے ان احکام کی مخاطب تھیں اور ان ہی سے گویا ان اہل یورپ کی اطاعت کا عہد کیا گیا تھا جو ان کے نزدیک زمین میں خدا کے خلیفہ ہیں۔ یہی اُن کے نزدیک حکم سجدہ کے معنی ہیں۔

پھر اسی سلسلۂ کلام میں اہلِ یوروپ کے بہت سے "مناقب و فضائل" بیان فرمانے کے بعد مسلمانوں کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں۔

یا ایها المسلمون الم تسمون افلا انتم فی اسلامکم الضالون وعن الصراط لناکبون۔ افما انتم تفعلون هو الاسلام ام ما یفعل

او "مدعی مسلمانو!" کیا تم اپنے اسلام کے بارہ میں گمراہ اور "راستہ" سے ہٹے ہوئے نہیں ہو؟ کیا اسلام وہ ہے جو تم کرتے ہو یا وہ ہے جسکو یہ "کافر" (اہل یوروپ) کررہے ہیں (اور دیکھو اسکا معیار یہ ہے کہ)

الکٰفِرُونَ وقد قال اللّٰہ لکم من یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ وھو فی الاٰخرۃ من الخاسرین۔ (۳: ۸۴)

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ "جو شخص اسلام کے سوا اور دین اختیار کریگا تو وہ ہرگز نہیں قبول کیا جائیگا اور آخرت میں وہ خسارہ والوں میں سے ہوگا"

فلم یقبل اللّٰہ منھم ولا یقبل منکم ویتم نعمتہ علیھم ویعز عنکم ویرفعھم ویخفضکم ویقبض المسلمین ویبسط الکافرین فالحق انہ ما فیکم من الاسلام من شیئٍ وانھم ھم المسلمون (ایضاً صفحہ ۴۸)

پس سوچو کہ!) کیوں اللہ تعالیٰ ان (اہل یورپ) سے قبول کرتا ہے اور تم سے کیوں نہیں قبول کررہا اور کیوں ان کو اپنی نعمتوں سے مالا مال کررہا ہے اور تمہاری طرف سے کیوں بے رُخی برت رہا ہے، اور کیوں انکو بلند اور تم کو پست کررہا ہے اور کیوں تم "مسلمانوں" کو تنگی میں ڈال رہا ہے اور ان "کافروں" (یعنی اہل یورپ کو) کیوں فراخی اور وسعت دے رہا ہے۔ پس حق بات یہ ہے کہ تم میں اسلام کی کوئی چیز اور کوئی بات بھی نہیں پس یہ اہلِ یورپ ہی مسلمان ہیں ؎ [1]

اہل یورپ کے ایمان واسلام کی عجیب توجیہہ

اہل یورپ کے "ایمان واسلام" کے متعلق علامہ صاحب کا نظریہ ٹھیک طور سے سمجھنے کیلئے ناظرین کرام کو یہ بھی معلوم ہونے کی ضرورت ہے کہ انہوں نے "اسلام" کے دس بنیادی اصول "مقرر کئے ہیں وہی اُن کے نزدیک "ارکانِ

---

[1] ۔ گویا علامہ صاحب کے نزدیک اہل یورپ کی موجودہ حالت ان کے دین کی مقبولیت کی دلیل ہے اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ان کا موجودہ مذہب اور طریق عمل ہی اسلام ہے کیونکہ حسب فرمودۂ قرآن اسلام کے سوا کوئی اور دین قبول ہی نہیں ہوسکتا یہ ہے علامہ صاحب کے نزدیک اہل یورپ کے "اسلام" کی بڑی دلیل ۔ اور یہ بعینہٖ وہی دلیل ہے جو فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں اپنے برسرِ حق ہونے کے لئے پیش کی تھی ۔ اور رسول اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں مکہ کے سرمایہ دار مشرکوں اور منکروں نے بھی اسی فرعونی منطق سے کام لیا تھا ۔ جیسا کہ ہم ان شاء اللہ عنقریب بہ تفصیل بیان کریں گے ۔ ۱۲

اسلام" اور" اصول ایمان" ہیں اور ان کا خیال ہے کہ جس طرح بھی کسی کو ان دس اصولوں کا علم ہو جائے اور وہ اُن پر عمل پیرا ہو جائے بس وہ مسلمان ہے۔ پھر ان کے نزدیک ان اصولوں کا علم حاصل ہونے کی چند راہیں ہیں۔ ایک ذریعہ انبیاء علیہم السلام اور ان کی لائی ہوئی آسمانی کتابیں ہیں۔ دوسرا ذریعہ "صحیفۂ فطرت" زمین اور آسمان اور دیگر کائنات کے احوال میں غور و خوض ہے۔ تیسرا ذریعہ چرندوں پرندوں وغیرہ حیوانات کے حالات و خصائل کا مطالعہ ہے ان کا خیال ہے کہ یہ ساری کائنات بھی ان ہی اصولوں پر چل رہی ہے اور "مومن و مسلم" ہونے کے لئے بس اسکی ضرورت ہے کہ اپنی زندگی کو ان اصولوں کے مطابق کر لیا جائے خواہ ان اصولوں کا علم کسی نبی کے فیض اور اُس کی تعلیم سے حاصل کیا جائے یا دوسرے مذکورہ بالا ذرائع سے، اور اہل یورپ نے ان اصولوں کا علم موخر الذکر ہی ذرائع سے حاصل کر کے ان کو اپنا لائحہ عمل بنا لیا ہے، لہٰذا وہ مومن ہیں مسلم ہیں، "دین الحق" اور "دین فطرت" پر ہیں گویا علامہ کے نزدیک کسی کے "مومن" اور "مسلمان" ہونے کے لئے اسکی ضرورت نہیں کہ نبی اور رسول کی تصدیق ہو، انکی نبوت و رسالت کا اذعان و اقرار ہو۔ اُنکی تعلیم سے استفادہ ہو، بلکہ ایک شخص اللہ کے فرستادہ نبی و رسول سے منکر ہوتے ہوئے بھی "علامہ" صاحب کے اصول پر "مومن و مسلم" ہو سکتا ہے بشرطیکہ کسی ذریعہ سے ان کے مقرر کئے ہوئے ان "دس اصولوں" کا علم اسکو حاصل ہو جائے اور وہ ان کے مطابق عامل ہو۔ اور اسی لئے وہ اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے منکروں اور کھلے مخالفوں موجودہ اہل یورپ کو "مومن و مسلم" کہتے ہیں۔ اور عہد حاضر کے مسلمانوں کو باوجود ایمان باللہ ایمان بالرسول، ایمان بالقرآن اور اقرار اسلام کے، جو وہ کافر و مشرک" کہتے ہیں تو صرف اسی لئے کہ ان کے مقرر کئے ہوئے دس اصولوں پر اُنکا عمل نہیں ہے۔

پھر یہ "دس اصول" جنکو علامہ صاحب نے "ارکانِ اسلام" ٹھیرایا ہے ان کی تشریحات کے مطابق وہی "غالب بنکر رہنے" کے ہتھیار ہیں غرض "اسلام و ایمان" کی روح اور اسکی اصل اُن کے نزدیک بس غلبہ و قوت اور دنیوی حکومت ہی ہے۔ لا غیر۔

سلسلہ کلام جب یہاں تک پہنچ چکا ہے تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ناظرین کرام کو علامہ صاحب کے ان "اصول عشرہ" اور انکی حقیقت سے بھی آشنا کرا دیا جائے۔ ملاحظہ ہو وہ اصول یہ ہیں۔

علامہ صاحب کے مقرر کردہ "اسلام" کے دس بنیادی اصول

(۱) توحید فی العمل۔ (۲) وحدت اُمت۔ (۳) اطاعت امیر۔ (۴) جہاد بالمال۔ (۵) جہاد بالسیف و النفس (۶) ہجرت (۷) استقامت فی السعی مع التوکل فی النتائج۔ (۸) علم۔ (۹) مکارم اخلاق (۱۰) ایمان بالآخرت

(عربی افتتاحیہ صفحہ ۶ و دیباچہ اردو صفحہ ۱۲۶)

اِن "اصول عشرہ" کے متعلق علامہ صاحب لکھتے ہیں۔

"یہ وہ دس عظیم الشان اصول ہیں جنپر میری دانست میں نبی آخر الزماں کے لائے ہوئے اسلام کی تمام بنیاد ہے۔" (دیباچہ اردو صفحہ ۱۲۷)

پھر چند سطر بعد لکھتے ہیں۔

"اصل دین" اور "الامر" یہی دس اصول ہیں، یہی عشرہ مبشرہ دین فطرت ہے۔ یہی "فطرة الله التی فطر النّاس علیها" (روم ۳) ہے یہی وہ لائحہ عمل ہے جسپر چلکر ہر قوم آرام پا رہی ہے اور تمکن فی الارض ہے مورث زمین ہے۔ (ایضاً)

اِن اصولوں کی حقیقت

ان اصولوں کے عنوان تو اگرچہ اسلامی ہیں لیکن علامہ صاحب کے نزدیک ان کی حقیقت اُس سے بالکل مختلف ہے جو جمہور اہل اسلام سمجھتے ہیں اور جو اسلامی لٹریچر کے مطالعہ سے معلوم ہوتی ہے۔ مثلاً توحید کا جمہور امت کے نزدیک جو مفہوم ہے وہ سب جانتے ہیں۔ لیکن علامہ صاحب کے نزدیک "توحید" کی حقیقت اُس سے بالکل مختلف ہے، اس بارہ میں ان کا جو خود ساختہ نظریہ ہے وہ ذیل کے اقتباسات سے معلوم ہو سکتا ہے۔

علامہ صاحب کے نزدیک "توحید" کیا ہے

ما التوحید بما انتم تزعمون ان هو الا علمكم اعمال ربكم وهجركم كل ما يشغلكم عن الهی والاستقامة الیه لو كنتم تعلمون

(عربی افتتاحیہ صفحہ ۷)

توحید وہ نہیں ہے جو تم لوگ خیال کرتے ہو، توحید تو بس یہ ہے کہ اعمالِ خدا کا علم حاصل کیا جائے (جیسا کہ اہل یورپ نے حاصل کیا۔م) اور جو چیز سعی و کوشش سے تم کو روکنے والی ہو اسکو چھوڑ دیا جائے اور پوری استقامت سے کام کیا جائے، کاش تم اس حقیقت کو جان لیتے۔

اسی کے صفحہ ۲۱ پر یہ بھی لکھا ہے کہ۔

فما التوحید الا وحدة الامة لو كنتم تعلمون۔

بس "وحدتِ امت" اور قوم کا باہمی اتحاد ہی "توحید" ہے۔ کاش تم کو اسکا علم ہوتا۔"

اور دیباچہ اُردو کے صفحہ ۱۱۱ پر تحریر فرماتے ہیں۔

" پس اس کارگاہ کسب وعمل کے اندر اگر کوئی شخص کسی مفید جماعت منتہا کو پیش نظر رکھ کر کڑیاں جھیل رہا ہے
تو وہ ازروئے قرآن خدا کا عابد ہے۔ جو قوم تکلیف اٹھا کر اپنے آپ کو بہتر بنا رہی ہے وہ فی الحقیقت توحید پر
چل رہی ہے، جو کاہل اور بے عمل ہے، وہ مشرک ہے، منکرِ خدا ہے، عابدِ شیطان ہے، جو کام کررہی ہے
وہ حلقۂ عبودیت میں شامل ہے ..... توحید کا اصل اصول فی الحقیقت اَن لیس للانسان الّا ماسعیٰ
(نجم) ہی کو تسلیم کرنا ہے، یہی خدا کو ماننا اور شیطان سے گریز کرنا ہے۔ یہی عبادت ہے، یہی توحید ہے۔"
اور چونکہ علامہ صاحب کے نزدیک توحید کی حقیقت اور اسکا معیار یہ ہے۔ اسلئے ان کے خیال کے مطابق۔

آجکل کی بت پرست قومیں اور تین خدا ماننے والے نصاریٰ بھی موحد ہیں

بلکہ اُن کی توحید بہ نسبت مسلمانوں کے اعلیٰ اور اصلی ہے

بت پرستی کا عقیدہ رکھنے یا عملاً بت پرستی کرلینے یا منہ سے تین خدا کہنے کی وجہ سے کوئی شخص یا کوئی قوم مشرک نہیں ہوتی۔ توحید سے خارج نہیں ہو جاتی

اس سلسلہ کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

اس کشت زار سعی وعمل کے اندر نہ اعتقادی بت پرستی کوئی بت پرستی ہے۔ نہ قولی خدا پرستی کو عبودیت
کہہ سکتے ہیں۔ (دیباچہ اردو صفحہ ۱۱۸)

ظاہری بت پرست مگر متحد قومیں اُسکی (یعنی خدا کی۔ م) مطلق اصطلاح میں عابدِ خدا اسلئے ہیں کہ اسکے
قانون پر عمل کررہی ہیں، رسمی بت پرستی کے باوجود متحد ہیں۔" (ایضاً صفحہ ۱۱۹)

اگر کوئی قوم یا فرد اپنے اعمال میں خدا کے احکام پر چل رہی ہے اُس کے قانون کی عملاً مطیع ہے لیکن رسماً یا
عادۃً یا رواجاً کسی بت کسی پتھر کسی شمس وقمر کے آگے ماتھا ٹیک لیتی ہے تو وہ درحقیقت خدا کی عابد ہے ....
پتھر کی رسمی پرستش یا خدا کے آگے رسمی سجدے کرلینے سے کسی قوم یا فرد کے عابدِ خدا یا عابدِ ماسوا ہونے کا فیصلہ
نہیں ہو سکتا۔ اس کے مشرک یا موحد ہونے کا محاکمہ طے نہیں ہو سکتا۔ عبادت کا نصیبِ عمل اور صرف عمل
پر ہے۔ اس بات کو دیکھنا ہے کہ کس کے احکام کی تعمیل ہو رہی ہے! اگر خدا معبود ہے تو وہ قوم موحد ہے اگرچہ
رسماً پتھروں کو کیوں نہ پوج رہی ہو۔ یا قولاً خدا کو تین یا دس، یا دس ہزار کہہ رہی ہو۔ (ایضاً صفحہ ۹۹)

اور افتتاحیہ عربی صفحہ ۶۶ پر لکھتے ہیں۔

فوالله ما جاهد قوم فی زماننا هذا فی التوحید قطّ مثل ما جاهد الغرب۔

پس قسم بخدا فی زماننا کسی قوم نے توحید کے بارہ میں ایسا جہاد نہیں کیا جیسا کہ اہل یورپ نے کیا ہے۔

نیز اسی کے صفحہ ۱۴۳ پر ہے۔

القول الفیصل الذی لاشک فیہ ھوان علماء الطبیعۃ ھم الذین یومنون بتوحید اللہ تعالی بالحق

اور قول فیصل جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں یہ ہے کہ طبیعیات کے ماہرین ہی وہ لوگ ہیں جو حقیقی معنی میں خدا کی توحید پر ایمان رکھتے ہیں۔

پھر اسی کے صفحہ ۱۹ پر ہے۔

النصرانیون قد بلغوا شاواً مبلغہم فی العلم والعمل وما لکم لا تعلمون ولا تعملون۔ لقد ورثوا الارض صعیدھا وجزرھا وبرھا وبحرھا فصاروا من عبادہ الصالحین۔ لقد آمنوا بالتوحید علماً وعملاً علی قولہم ثالث ثلثہ۔

زمانۂ حال کے نصرانیوں نے علم وعمل میں زبردست ترقی کی ہے اور افسوس تم میں نہ علم ہے نہ عمل۔ وہ عیسائی آجکل ہر قسم کی زمینوں کے مالک ہیں بحرو بر پر ان کا قبضہ ہے پس اسواسطے وہ خدا کے صالح بندوں میں سے ہیں اور تین خدا کہنے کے باوجود علمی اور عملی دونوں طرح سے توحید پر انکا ایمان ہے۔

امید ہے کہ علامہ صاحب کی ان تصریحات سے ناظرین کرام نے توحید کے متعلق انکا نظریہ سمجھ لیا ہوگا اور اندازہ کر لیا ہوگا کہ اصل "اسلامی توحید" سے علامہ صاحب کی یہ "توحید" کسقدر مختلف ہے۔

"علامہ صاحب" کے مقرر کردہ دس اصولوں میں سے دوسرا اصول "وحدتِ اُمت" ہے لیکن اسکا بھی یہی حال ہے کہ ان کے نزدیک اسکی جو حقیقت ہے وہ اس سے بالکل جداگانہ ہے جو اسلام میں مطلوب ہے، دین الٰہی جس وحدت کا مطالبہ کرتا ہے وہ، وہ دینی اور مذہبی وحدت ہے جسکا مرکز "دین الٰہی" ہو اسی کے متعلق قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولاتفرقوا، لیکن وہ وحدت اور اجتماعیت جسکا مرکز اور محور "دین الٰہی" نہو بلکہ وطنیت یا نسلیت یا کوئی اور چیز اسکی محرک ہو) اسلام میں اسکی کوئی اہمیت نہیں اور علامہ صاحب کی مراد اس جگہ وہی "وحدتِ امت" ہے جسکا دوسرا نام آج "قومی اتحاد" ہے جو فی زماننا غیر مسلم اقوام بالخصوص اقوام یورپ میں بالغایت پایا جاتا ہے جیسا کہ علامہ صاحب نے عربی افتتاحیہ کے

صفحہ ۳۷ پر اسکی تصریح کی ہے۔

علامہ صاحب کا تیسرا اصول "اطاعتِ امیر" ہے۔ اس بارہ میں بھی انکا نظریہ اسلامی نظریہ سے بالکل مختلف ہے. مگر چونکہ "خاکسار تحریک" کی بنیادی اصولوں میں سے وہ ایک اصول ہے اسلئے ہم آئندہ اوراق میں اسپر مستقل بحث کریں گے۔ اس سے ہمارے ناظرین کو انشاءاللہ معلوم ہو جائیگا کہ "اسلام کی تعلیم کردہ "اطاعتِ امیر" کی حقیقت کیا ہے اور علامہ صاحب کا نظریہ اس سے کسقدر مختلف بلکہ اسکے کتنا مناقض ہے۔

یہی حال ان کے باقی اصولوں "جہاد بالمال" جہاد بالسیف والانفس، ہجرت، اور پھر اس راہ میں صبر و استقامت وغیرہ کا ہے۔ اسلام کے نزدیک جانی یا مالی جہاد اور ہجرت وہی ہے جو فی سبیل اللہ یعنی اللہ کے لئے اور اس کے بھیجے ہوئے قانون کے ماتحت ہو۔ لیکن علامہ صاحب کے نزدیک ایک قوم کا دوسری قوم سے لڑنا اور کسی قومی کام کے سلسلہ میں ایک ملک سے دوسرے ملک کو جانا۔ بس اسی کا نام "جہاد" اور "ہجرت" ہے۔ اسی بناء پر اہل یوروپ کی لڑائیاں اور ان کا حکومت کرنے کے لئے دوسرے ملکوں کو جانا یہی اُن کے نزدیک جہاد اور ہجرت ہے۔ گویا ان کے اصول پر آج کی دنیا میں سب سے بڑے "مجاہدین"۔ "مہاجرین" اور پھر "صابرین" مسولینی اور ہٹلر اور انکی قومیں ہیں۔

اہل یورپ کے "جانی و مالی جہاد" ان کی "ہجرت" اور پھر اس راہ میں ان کی استقامت کے متعلق مشرقی صاحب کی بعض تصریحات صفحات ماسبق[۵۴] میں گذر چکی ہیں یہاں ایک عبارت اور ملاحظہ ہو۔

فواللہ ما ربکم لکم بغفور رحیم
ان ھو لغفور الا للمغربیین
النصرانیین المومنین الذین
یداومون فی زماننا ھذا
علی جہادھم بالسیف والانفس
لیکفوا ایدی الاعداء عنھم
والذین یھاجرون من ملک
الی ملک لتقویۃ قومھم
والذین یصبرون فی سعیھم
صبراً تاماً"، (عربی افتتاحیہ صفحہ ۹۳)

پس قسم خدا کی اللہ ہرگز تمہاری مغفرت یا تم پر رحم کرنیوالا نہیں ہے۔ وہ تو صرف ان یورپین عیسائیوں کی مغفرت کرنیوالا ہے۔ جو صحیح معنی میں "مومن" ہیں اور فی زماننا ہمیشہ تلوار اور اپنی جانوں سے جہاد کرتے رہتے ہیں تاکہ دشمنوں کو اپنے سے دفع کریں اور جو اپنی قوم کو قوت پہنچانے کے لئے ایک ملک سے دوسرے ملک کو ہجرت کرتے رہتے ہیں۔ اور جو اپنی جد و جہد میں صبر و استقامت سے کام لیتے ہیں۔

[۵۴] ملاحظہ ہو صفحہ ۱۵-۱۶-۱۸ ۱۲

اسی ایک عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ علامہ صاحب کے نزدیک "اسلام" کی بنیاد جس "جہاد" یا "ہجرت" اور "صبر و استقامت" پر ہے انکی حقیقت وہ نہیں ہے جو جمہور امت کے نزدیک ان اصطلاحوں سے مراد ہوتی ہے بلکہ ان کی مراد ان الفاظ سے وہ ہے جو اہلِ یورپ کا عمل ہے۔

اسی طرح "علم" اور "مکارمِ اخلاق" کا حال بھی ہے جس "علم"، کو وہ بنیادِ "اسلام" بتلا رہے ہیں وہ اہل یوروپ ہی کے موجودہ علوم ہیں اور وہی ان کے نزدیک "مکارم اخلاق" کے مالک ہیں۔ چنانچہ عربی افتتاحیہ کے صفحہ ۱۴ پر اہل یوروپ کی موجودہ علمی و فکری ترقیات کا ذکر کرنے کے بعد مسلمانوں کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں۔

افعلماء کم المتشرعون الحاضرون "العلماء بالحق" فی لغة القرآن. ام الحکماء الغربیون الطبیعیون المعاصرون۔

کیا آجکل کے تمہارے علماء با شرع، قرآن کی زبان اور اسکی اصطلاح میں "علماء بالحق" (یعنی حقیقی علماء) ہیں یا یوروپ کے یہ ماہرین طبعیات فلاسفر۔؟

پھر چند سطر بعد فرماتے ہیں۔

اھم حریون بان یسموا العلماء ام الغربیون (ایضاً صفحہ ۱۴)

کیا تمہارے یہ "مولوی" اس قابل ہیں کہ انکو "علماء" کہا جائے یا یہ اہل یوروپ۔

پھر اگلے صفحہ پر لکھتے ہیں۔

والغربیون العالمون الذین عرفوا ربھم بواسطة صحیفة الفطرة ودرسوا کتاب الله۔ (ایضاً صفحہ ۴۳)

اور اہل یوروپ ہی "وہ علماء" ہیں جنہوں نے صحیفۂ فطرت کے مطالعہ سے اپنے رب کی صحیح معرفت حاصل کی ہے اور انہوں نے کتاب اللہ کو پڑھا ہے (کتاب اللہ سے علامہ صاحب کی مراد جو ہے وہ ابھی صفحہ ۳۲ پر آتی ہے)

نیز کتاب ہٰذا کے صفحہ ۱۷ پر اسی افتتاحیہ عربی صفحہ ۳۷ و ۳۸ کی اور صفحہ ۲۵ پر افتتاحیہ صفحہ ۹۱ کی جو عبارات نقل ہو چکی ہیں ان میں بھی علامہ صاحب نے بڑے زور کے ساتھ اپنے اس خیال کو ظاہر کیا ہے کہ علم صحیح اور وہ علم جسکو قرآن نے "علم"[۱] کہا ہے بس ان اہل یوروپ ہی کے پاس ہے اور وہ ہی حقیقی علماء ہیں

[۱] فان العلم فی لغة القرآن ھو الذی یترشح من درس الفطرة ومطالعة اعماله تعالیٰ" تذکرہ صفحہ ۴۵